میری ڈائری

میری روح تیری غلام تھی یہ ازل سے ھی تیرے نام تھی
میں یہاں ھی تیرا نہیں ہوا میرا تجھ سے رابطہ عدم سے ھے

مجھے مُرشد پاک سیدنا ریاض احمد گوہر شاہی مدظلہُ العالی کی غلامی میں سنہ 1999 تا 2000 کوٹری شریف میں ایک سالہ شریعت کورس کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ اس دوران مُرشد پاک کے ساتھ نشستیں حاصل کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ اس دوران میں نے جو کچھ آپ کے فرمودات سنے وہ اپنی ڈائری میں لکھے۔ اگر کسی ساتھی سے سُنے تو اُس کو تحقیق کے بعد لکھ لیا۔ وہ سب میں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں تا کہ آپ بھی اس سے مستفید ہو سکیں۔

مُرشد پاک نے حکم فرمایا:

نماز با جماعت ضروری ہے، ہر نماز کے بعد ذکر محفل کرنا ہے۔ ہر نماز کے بعد سورۃ مزمل مکمل اور اس کی تین آیات کی تین تین مرتبہ تکرار کرنا ہے۔ نمازِ تہجد ادا کرنا ہے۔ ذکرِ لطائف روزانہ کرنا ہے، عام ذکر بھی کر سکتے ہیں۔ تہجد اور سحری کے لئے 3:00 بجے اُٹھنا ہے۔ فجر کے بعد دعائے سیفی لازمی پڑھنا ہے۔ ہر وقت باوضو رہنے کی کوشش کریں۔ عشاء کے بعد رسالہ روحی شریف پڑھنا ہے۔ صلوۃ الکبریٰ فجر کے بعد یا کسی بھی وقت پڑھیں۔ قصیدہ غوثیہ شریف مغرب کے بعد پڑھنا ہے۔ جمعرات کو ذکر لطائف مسجد میں کریں۔ جھوٹ سے پرہیز کریں۔ تمام وقت زیادہ سے زیادہ توجہ ذکر قلب پر دیں، ذکر قلب بند نہ ہونے پائے۔ نیز، نفس پر بھی توجہ رکھیں اور اسم ذات اللہ کا تصور ناف پر کرتے ہوئے ذکر کرتے رہیں۔

فرمودات سرکار مُرشد پاک:

تمہارا ایک سال تمہاری ساری زندگی کا نچوڑ ہے۔ اگر تم ایک سال شریعت کی پابندی کر لو تو بہت آگے نکل جاؤ گے۔ ہر وقت باوضو رہو۔ توجہ قلب و لطائف پر رکھو۔ جھوٹ اور فضول گفتگو سے پرہیز کرو۔ سگریٹ پینے والے سگریٹ چھوڑنے کی کوشش کریں، نشے والے اس میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ہماری نظر ہر وقت تم پر رہے گی۔ تم میں سے جو شرارتی ہوا یا جس کی شکایت آئی اُسے نکال دیا جائے گا۔ اپنے نفس کی خرابیوں کو دور کرو۔ نماز، محفلِ لطائف، تہجد، دعائے سیفی، رسالہ روحی شریف، قصیدہ غوثیہ، درود پاک اور دیگر وظائف کی پابندی کرو۔ اللہ تم سب کو کامیاب کرے۔ (آمین)

ارشاد فرمایا:

ہر مذہب میں ایک خدا کی تصور موجود ہے۔

جو شخص ایک مرتبہ ہماری نظر سے گر جائے پھر دِل سے اُتر جاتا ہے تو ہم پھر اس پر توجہ دوبارہ نہیں کرتے۔

شریعت کے بغیر رب کا دیدار مشکل ہے۔شریعت ویزہ ہے۔

مینارہ نور کتاب شاہراہ کی مانند ہے، روحانی سفر اس شاہراہ کے لئے اشارے ہیں اور تریاق قلب منزل کا درجہ رکھتی ہے۔

آپ کی خدمت میں حضرت غوث علی شاہ قلندرؒ کے حوالے سے چند واقعات پیش کئے گئے اور یہ عرض کی گئی کہ شیطان نے کسی بزرگ سے کہا کہ بتا آدم کو کس نے ہدایت دی اور مجھے گمراہ کس نے کیا؟ اور کہا کہ ہر چیز اللہ جانب سے ہے یعنی خیر اور شر رب کی طرف سے ہے۔

مُرشد پاک نے فرمایا کہ وہ جس اسٹیج کے ولی تھے وہاں پر فعل رب کے متعلق ہوتا ہے یعنی اللہ ہاتھ بن جاتا ہے پاؤں بن جاتا ہے اور ہر چیز اللہ کی مرضی سے ہوتی ہے یہاں تک کہ غلطی بھی اللہ کی مرضی سے ہوتی ہے۔ وہ ولی تھے مگر اُنہوں نے اتنا الجھا دیا کہ آدمی پاگل ہو جائے۔ ایک مقام ہے راضیہ مرضیہ، وہ اُس سٹیج پر تھے اور ہر کام رب کی رضا تھی۔ اللہ کا ہر آدمی کے ساتھی علیحدہ معاملہ ہے۔ یہ اللہ کی مرضی ہے جسے چاہے جو عنائت کرے۔ کسی کو سخاوت کے ذریعے اس نے ولائت دے دی، کئی رہ گئے۔ پھر بندوں کی اقسام بھی ہیں۔ کوئی عبدالبشر، کوئی نظر البشر اور کوئی خیر البشر۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ کچھ جرائم ایسے ہیں جو اسلام کے نزدیک جُرم ہیں لیکن دُنیاوی قانون کے نزدیک اس طرح نہیں۔ اس طرح کچھ قوانین دُنیاوی حکومتوں نے بنا لئے ہیں جو اُن کے نزدیک جرم ہیں لیکن وہ اسلام کی رُو سے کوئی جُرم نہیں ہیں۔ مثلاً حکومت نے کوئی چیز بنیڈ کر دی اب اگر وہ کوئی چھپا کر ملک میں لے جاتا ہے تو دُنیاوی جُرم ہے اسلامی نہیں۔

ایک مرتبہ فرمایا رشوت دو قسم کی ہے۔ ایک جائز ایک ناجائز۔ ایک کے لئے حکم ہے دینے اور لینے والا دونوں جہنمی ہیں لیکن دوسرے میں صرف لینے والا۔ وہ کیسے؟ کہ جیسے میری زمین ہو کہ آپ کسی اور کو فروخت کر دیں اس میں لینے والا اور بیچنے والا بھی گناہگار۔ دوسرا ایسے کہ زمین میری آپ بیچیں اور میں آپ کو کچھ دے دِلا کر اپنی زمین بچاؤں اس میں میں نہیں آپ گناہگار ہوئے۔ بینک کی نوکری حرام نہیں ہے۔ سود حرام وہ تھا جو حضور پاک کے زمانے میں یہودی اور امراء قسم کے لوگ غریبوں کو قرضہ وغیرہ دیتے اور ادا نہ کرنے کی صورت میں انکی بیٹیاں اور بیٹے لونڈی اور غلام بنا لیتے۔ اسے حرام کہا گیا کیونکہ اس وقت یہ بینک وغیرہ نہ تھے آج کے دور میں کوئی ایک بھی ایسا ثبوت نہیں کہ بینک نے کسی کے بیٹے اور بیٹیوں کو غلام بنا لیا۔ وہاں

پراپرٹی (ضمانت) لیتے ہیں۔تو وہ پیسے کا بدلہ پیسہ ہے۔ بلکہ معاف بھی کر دیا جاتا ہے۔

ارشاد فرمایا: ہم نے اچھی طرح تجربہ کیا کہ جس کے جسم میں حرام کی پرورش کا دخل ہو اس کا ذکر نہیں چلتا۔ پہلے ہم نے ایک حدیث پڑھی تھی کہ جس جسم کی پرورش حرام مال سے کی جائے گی وہ جنت کے قابل نہیں۔ ہم سوچتے تھے کہ اس میں اس معصوم کا کیا قصور؟ لیکن ہم جب اس لائن میں آئے تو پتہ چلا کہ اُس کا ذکر جاری ہی نہیں ہوتا۔ ہاں! اگر مستقل ذکر کرتا رہے تو شاید فضل ہو جائے لیکن اثر پھر بھی باقی رہ جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔

ارشاد فرمایا: تمہارے اسلام کے دو پَر ہیں۔ ایک ظاہر ہے ایک باطن ہے۔ایک ظاہری عبادت دوسری باطنی۔ ایک عبادت لوگوں کو دکھانے کیلئے اور ایک عبادت رب کو دکھانے کے لئے ہوتی ہے۔

قلب کے اوپر مہر کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے ارشاد فرمایا سب سے افضل اللہ کی مہر ہے (یعنی دِل پر اللہ لکھا جائے)۔کسی پر قلندر پاک کی بھی ہوتی ہے۔قلندر پاک کے نفس کے جثّے ہیں انہیں روح سے زیادہ اختیار نہیں۔ ہمیں جو فیض ہوا وہ روح سے ہوا۔ وہ عام نہیں آتیں۔قبروں میں نفس کے جثّے ہوتے ہیں۔ حضور پاک ﷺ کی روح مبارک لیلۃ القدر میں تشریف لاتی ہے۔

خیرات کے متعلق فرمایا کہ خیرات کے متعلق قرآن حکیم کا حکم ہے کہ یہ اُن کے لئے ہے جو اللہ کی راہ میں کام کاج سے رُک گئے۔ نیز فرمایا کہ جنگلوں میں حضرت ایوبؑ کی ڈیوٹی ہے۔

فرمایا: دِل پہ جو کعبہ بستا ہے وہ اس ناسوتی کعبہ کی نقل نہیں بلکہ بیت العمور کی نقل ہوتا ہے۔اور پھر یہ کعبہ اُس خانہ کعبہ سے افضل ہوتا ہے اور وہ کعبہ اس کعبہ کے پاس آتا ہے۔اُس کعبہ میں روح جمادی ہے لیکن اس میں روح انسانی بھی ہے، روحِ نباتی، حیوانی، جمادی سب ہے۔اس لئے سلطان صاحبؒ حج پر تشریف نہیں لے جاتے تھے۔ جس طرح اوپر بیت المعمور ہے ویسے ہی ادھر تمہارا خانہ کعبہ ہے جہاں حج کیا جاتا ہے اور جس طرح ادھر تمہارا دِل ہے ویسے ہی اُوپر عرش معلیٰ جہاں پر قلب کی آواز پہنچتی ہے اور ذکر سے وہ لرزتا ہے۔

اپنے سلسلے سے متعلق گفتگو کرتے ہوئے فرمایا: اگر صحیح انداز میں اپنے سلسلہ کا پرچار کریں تو پتہ نہیں کتنے فتوے لگ چکے ہوں۔اس لئے کچھ دُنیا کا کچھ دُنیا والوں کا، کچھ سلسلوں کا، کچھ شریعت کا خیال رکھتے ہیں۔ بس اس سلسلے کا یہی ہے کہ اپنے دِل پر کعبہ بسالو۔ بعض ذاکروں کے دِلوں پر کعبہ کچھ پر روضۂ رسول ﷺ کچھ پر اسم اللہ، کلمہ طیبہ (نقش ہو جاتا ہے)۔اس سے کم از

کم یہ تصدیق تو ہوگئی کہ بخشش ہوگئی۔سب سے زیادہ فضیلت دِل پر اسم اللہ کو ہے کیونکہ اس کا تعلق نس نس سے ہے اور سینہ پر درج ہے اسکو یہ فضیلت نہیں۔اپنے سلسلے کو وقت کے ولی بھی سمجھنے سے قاصر ہیں اور ویسے ہم نے بھی تھوڑا سا اپنا حُلیہ ایسا رکھا ہے
۔

چار سلاسل (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) شریعت کے ہیں اور چار سلاسل (قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ) طریقت کے ہیں۔شریعت کے چار سلاسل کے لئے بکنا نہیں پڑتا۔طریقت کے چار سلاسل کے لئے بکنا پڑتا ہے۔پیر مہر علی والوں کے لئے 3 ہزار درود روزانہ ضروری ہے۔سلطان (باہوؒ) صاحب والوں کے لئے ہر دھڑکن کے ساتھ اللہ ہُو۔گھمکول والے کے لئے ہر سانس اللہ ہُو میں ضروری ہے ورنہ نام کا مُرید ہے۔

فرمایا: عاشق ذات کو جسم سمیت تمام لذات دکھا دی جاتی ہیں تاکہ اس میں کوئی خواہش سوائے رب کی ذات کے نہ رہے۔بابا گرونانک نوری علم کے ذریعے مسلمانوں کو ان کی اور ہندوؤں کو ان کے مذہب کی تعلیم دیتے تھے۔غوث علی شاہ قلندرؒ کا سلسلہ بھی ایسا تھا لیکن ولی تھے۔

ذاکرین کی ڈیوٹیاں لگوائی جاتی ہیں۔پہلے لگاتے تھے، اب لگواتے ہیں۔

اب ہمارا دم درود کا سلسلہ ختم ہو رہا ہے۔

جس طرح ہر چیز کا تریاق ہوتا ہے لیکن مستفیض کوئی کوئی ہوتا ہے اس طرح ولایت ہر شخص میں ہے لیکن پاتا کوئی کوئی ہے۔

فرمایا: محبت کے بغیر عبادت بالکل بیکار ہے۔اگر آپ کسی کو مطلب سے گھر مہمان بلائیں ار بہت خاطر تواضع کریں لیکن بعد میں اگر اُسے معلوم ہو کہ آپ نے سب کچھ دِل سے نہیں مطلب سے کیا تھا تو وہ آپ سے کتنا متنفر ہو جائے گا۔لیکن اگر آپ کسی کو دِل سے صرف پانی کا گلاس ہی پلا دیں تو اُس کی بات کچھ اور ہوگی اسی طرح اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہے۔کچھ لوگ دُنیادار ہیں اور کچھ دیندار۔جو لوگ دُنیادار ہیں اُن سے کبھی کبھی کوئی نیک کام بھی سرزد ہو جاتا ہے اسی طرح جو لوگ دیندار ہیں ان سے بھی کبھی کبھی کوئی غلطی ہو جاتی ہے لیکن ان کا شمار دیندار میں ہی رہتا ہے۔اور یہ سب کچھ اوپر سے لکھوا کر ہی انسان دُنیا میں آیا ہے۔ذکرِ قلب اُن کے جاری ہوتے ہیں جن کی قسمت میں اللہ نے لکھ دیا ہو اور جب غوث پاکؓ ضمانت دیدیں اور حضور پاک ﷺ تصدیق کر دیں تب ذکرِ قلب جاری ہوتا ہے۔

فرمایا: حضرت سلطان باہوؒ نے فرمایا کہ ہمارا آدمی پہلے دِن مثلِ بایزید بسطامیؒ ہے۔ہم نے سوچا کہ بایزید بسطامی تو

www.asiinternationals.com

بہت بڑے ولی تھے یہ پہلے دِن ان کے برابر کس طرح ہو سکتا ہے۔ تب معلوم ہوا کہ حضرت بایزیدؒ نے پہلے بہت عبادت کی ریاضت کی تب کہیں جا کر انکی منظوری ہوئی۔ لیکن ہمارے سلسلہ میں پہلے منظوری اور بعد میں عبادت کروائی جاتی ہے اور پھر جن کی منظوری ہو جائے تو اُس کا جہنم میں کیا کام؟ اور انہی لوگوں کی شفاعت کی جائے گی۔

وحدت الشہود: فرمایا جن کو ذاتی دیدارِ الٰہی نصیب ہوا کرتا ہے وہ جب کائنات کا مطالعہ کرتے ہیں ان کو بہت کم اسم ذات کا نور نظر آتا ہے۔ لہٰذا، وہ اس نظریے کو تسلیم نہیں کرتے کہ ہر جگہ اللہ موجود ہے۔

وحدت الوجود: جن کو اسماء افعال یا صفاتی دیدارِ الٰہی میسر آتا ہے ان کو کائنات کے ہر ذرے میں رب نظر آتا ہے۔ لہٰذا وہ کہتے ہیں کہ ہر جگہ اللہ موجود ہے۔

فرمایا: جو لوگ کہتے ہیں کہ بغیر عبادت کے کوئی ولی نہیں بن سکتا ہے وہ رب کی قدرت کے منکر ہیں۔ رب کہتا ہے کہ میں ہر چیز پر قادر ہوں۔ اُس نے ایک کتے ہو جو اصحابِ کہف کے پاس تھا حضرت قطمیر بنا دیا وہ کتا کیا عبادت کرتا تھا؟

عرض کیا گیا: سُنا ہے جنات کی تعداد انسانوں سے کئی گنا زیادہ ہے؟

ارشاد فرمایا: یہ شیطان جو ہے یہ حضرت آدم علیہ السلام سے بھی کئی ہزار سال پہلے کا ہے۔ اور یہ جگہ جہاں ہم بیٹھے ہیں یہ اُس کو دی گئی کہ یہ اور اس کی اولاد یہاں رہے۔ اب ہمارے ہاں تو یہ ہوتا ہے کہ سال میں ایک اولاد ہوتی ہے اور ان کے ہاں قدرت نے یہ رکھا ہے کہ سال میں سات آٹھ سے لے کر بارہ تک اولادیں ہوتی ہیں، وہ بھی جوڑا۔ اب خود اندازہ لگاؤ۔ ان کا حال تو یہ ہے کہ کہیں کہ یہاں سے چلا جائے تو وہ کہتا ہے کہ جگہ بتاؤ کہ کہاں جاؤں۔ یعنی اُن کے لئے کوئی جگہ نظر نہیں آتی۔ پھر یہ کرتے ہیں کہ جن گھروں میں لوگ دیندار قسم کے ہیں اور یہ مخلوق شیطان قسم کی ہے تو ادل بدل کر دیتے ہیں۔

فرمایا: حدیث شریف تم پر ایک دوسرے کے ہمسایہ کا حق ہے۔ اس کی حقیقی تفسیر یہ ہے کہ

حافظ، حافظ کا ہمسایہ، یہ دونوں قرآن کے نزدیک۔ عالم، عالم کا ہمسایہ، یہ دونوں دین کے نزدیک۔ درویش درویش کا ہمسایہ، یہ دونوں رب کے نزدیک۔ ذاکر ذاکر کا ہمسایہ، یہ دونوں ذکر کے نزدیک۔ عالم دین کے نزدیک، درویش اللہ کے نزدیک، ذاکر ذکر کے نزدیک ایک دوسرے کا حق ایک دوسرے کے اوپر ہے۔

فرمایا: قلب جب دعوت میں کامیاب ہو جائے تو فرشتوں کا سردار ہوتا ہے۔ نفس مطمئنہ جب دعوت میں کامیاب ہو جائے تو جنات کا سردار ہوتا ہے۔ روح اگر دعوت میں کامیاب ہو تو ارواح کی سردار ہوتی ہے۔

جس طرح سارا قرآن پانچ ارکان پر دلیل ہے اسی طرح ہماری ساری باتیں اسمِ ذات کیلئے دلیل ہیں۔

مقدر میں امل نہیں بلکہ رزق لکھا جاتا ہے۔ مال جتنا کمالو کھاؤ گے اپنے مقدر کا ہی۔تم رزق کے پیچھے بھاگو گے وہ اور بھاگے گا۔ صبر کرو گے خود تمہارے پاس آئے گا۔

جس طرح گرد و غبار سے منہ صاف کرتے ہیں اسی طرح روزانہ فاسد خیالات سے دِل کو ذکر کے ذریعے صاف کریں۔

تصوف کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرمایا: امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ یہ شریعت کی طرح دو چیزوں سے مرکب ہے، علم و عمل۔لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ شریعت میں علم کے بعد عمل ہوتا ہے اور تصوف میں عمل کے بعد علم کا ظہور ہوتا ہے۔

عبدالبشر: جو عبادت سے ولائت پائے

خیرالبشر: جو خیر کی منزل پائے۔

نظرالبشر: جو مُرشد کی نظر سے منزل پائے۔

نورالبشر: وہ جو مُرشد کی نگاہ سے لائن میں چلتا ہے۔

قوالی کے متعلق سرکار نے فرمایا: اعلیٰ حضرت نے حرام علماء کے ڈر سے اور مضامیر کو کہا ہے لیکن بہت سے بزرگوں نے ستار اور اُن کے تاروں کے ساتھ ذکر کیا اور اسی سے پہنچ گئے۔ علماء کی لائن اور ہے درویش جس طرح چاہیں کام لیں۔ اللہ سب کیلئے مجوسیوں، نصرانیوں، ناپاکوں، ہندوؤں سب کیلئے ہے لیکن محمد رسول اللہ صرف پاکوں کے لئے ہے۔

قاری نور محمد صاحب نے بیان فرمایا کہ یہ بات عرس بابا گوہر علی شاہؒ جو 1990 میں منایا گیا اس سے ایک دِن پہلے جو ہر آباد کے دفتر میں درود شریف کی محفل میں مناجاتِ غوثیہ کے بعد جب سرکار نے دعا کے لئے ہاتھ دراز فرمائے اور دعا جب ان کلمات پر پہنچی "و صلی علیٰ جمیع الانبیاء و المرسلین" تو خلاف توقع سرکار نے طویل خاموشی اختیار فرمائی پھر وہیں سے شروع فرمایا جہاں سے سلسلہ ٹوٹا تھا۔ دعا ختم ہو جانے کے بعد پھر بھی کچھ دیر خاموشی رہی اور پھر سرکار نے موجود حضرات سے کلام فرمایا دوسرے دِن جب ڈھوک گوہر علی شاہؒ روانہ ہوئے تو راستے میں سرکار نے خود ہی انکشاف فرمایا کہ کل کی خاموشی میں کیا راز تھا؟ قاری نور محمد نے عرض کی کہ حضرت پوچھنے کا خیال تھا مگر اس لئے ترک کیا کہ آپ خود بیان فرما دیں گے۔ فرمایا کہ دعا کے دوران ہمارا خیال و تصور اللہ اور سینے پر محمدؐ کا رہتا ہے۔ لیکن کل کی محفل میں سارا خیال حضرت سلطان باہوؒ کی جانب ہو تو آپؒ تشریف لے آئے دعا کے دوران اور جب آپؒ تشریف لائے تو احتراماً اسقبال کے لئے بدن سے لطیفہ اخفیٰ نکلا تو دعا وہیں رُک

گئی اور جب اُسکی واپسی ہوئی تو پھر سلسلہ وہیں سے دوبارہ شروع ہوا۔ بعد از دعا ہم اس لئے خاموش تھے سلطان صاحب سامنے تشریف فرما ہیں یہ رُخصت ہوں تو ہم کچھ بات کریں اس میں کئی لمحات خاموشی میں گزر گئے۔ بعد میں شاید سلطان صاحب نے بھی یہ بات محسوس کی تو آپؒ تشریف لے گئے اور ہم نے محفل کا آغاز کیا۔

فرمایا: اُمتی کے گھر پیدا ہونے سے اُمتی نہیں ہوتا، کلمہ پڑھتا ہے۔ جب سینہ منور ہوتا ہے سینے کے اندر کی چیزیں کلمہ پڑھتی ہیں تب وہ داخل اُمتی ہوتا ہے۔ جب اللہ تمہارے اندر آ گیا تو پوری دُنیا پر تمہارا حق ہے۔ حضور پاک ﷺ کے پاس بیٹھنے والے کچھ اصحاب النار کچھ اصحاب الجنہ ہوئے۔ وہ جو خوارج اور منافق ہوئے اُنکو اصحاب النار کہا گیا۔

فرمایا: سلطان صاحب نے کتے پر (ذکر قلب دینے کا) تجربہ کیا۔ ہم نے ایسے تجربے بہت کئے، انسانوں پر۔ جن کے نصیب میں ہو وہ کمال نہیں۔ کمال یہ ہے کہ نصیب میں نہ ہو پھر ملے۔ یہ تجربہ والے وقتی طور پر ساتھ لگے اور نصیب والے آخر تک ساتھ رہتے ہیں۔ جس کے نصیبہ میں ہو اس کے لئے پھر مدینہ ہی ہے، ہم مدینہ والوں سے دلواتے ہیں۔ جس مسلمان کا ظاہر میں داڑھی اعمالِ صالحہ سب ہوں لیکن اندر سے اللہ اللہ شروع نہیں ہوتو جان لو کہ وہ مستقبل میں مسلمان نہیں رہے گا، منافقوں یا گستاخوں میں چلا جائے گا۔ ولی کی نظر مستقبل پر ہوتی ہے۔ یہاں سے عالم اور ولی کا اختلاف شروع ہوتا ہے۔ خضر علیہ السلام نے مستقبل دیکھا اور موسیٰؑ نے حال دیکھا، جبھی جھگڑا ہوا تھا۔ جب عورت سمجھ میں نہیں آتی وہ ولی کیسے سمجھ میں آئے؟

اپنے بارے میں فرمایا: تم کو ہم سے محبت نہیں، اندر اللہ اللہ سے محبت کی وجہ سے ہم سے محبت ہے۔ نسبت اور بیعت میں بہت..... زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اگر تم کو بیعت کر لیا جائے تو تمہارا سب کچھ ہمارا ہوگا۔ اگر حیل و حجت کی تو پکڑ ہوگی۔ اگر صرف نسبت ہے تو حیل و حجت میں پکڑ نہیں۔ فیض بیعت سے بھی وہی اور نسبت سے بھی وہی۔ اب ایسا آدمی نظر آتا جو حیل و حجت نہ کرے۔ اس لئے لوگوں کی بچت کے لئے بغیر بیعت کا سلسلہ ہے۔ بیعت بیوی کی مانند اور نسبت کنیز کی مانند ہے، بات ایک ہی ہے۔ وہاں شادی جائیداد کی حق دار، کنیز جائیداد کی حق دار نہیں۔ ہم تمہاری بچت کیلئے بیعت نہیں کرتے ورجہ بیعت میں ہمارا تمہارے مال کاروبار ہر چیز میں حق ہے۔

سوال عرض کیا گیا: کیا جُسہ توفیق الٰہی وطفلِ نوری اولیاء کو عطا نہیں ہوتا؟

ارشاد فرمایا: "جُسہ توفیق الٰہی صفاتی" انبیاء کو ملتے رہے لیکن "جسہ توفیق الٰہی ذاتی" اور طفل نوری کا آغاز حضور پاک ﷺ سے ہوا۔ ایک جگہ حدیث ہے کہ میرے عالم بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند ہونگے اسلئے فرمایا کہ ہوسکتا ہے کسی عالم کو جسۂ

توفیق الٰہی مل جائے۔ دوسری جگہ ہے کہ (بنی اسرائیل کے انبیاء) میرے ولیوں پر رشک کریں گے۔ وہ طفلِ نوری کی بات ہے ۔جن کو طفلِ نوری صفاتی عطا ہو جائے وہ بھی سلطان کہتے ہیں جیسے حضرت بایزید بسطامیؒ لیکن ذاتی صرف سلطان الفقراء کو ہی عطا ہوتا ہے۔ حضور غوث پاکؓ کو دونوں چیزیں عطا ہوئیں یعنی طفلِ نوری ذاتی اور جُسۂ توفیق الٰہی صفاتی، دونوں۔ تب آپ غوث الاعظم کہلائے۔ آپ ﷺ کا دو مرتبہ سینہ چاک کیا گیا۔ اس میں دونوں چیزوں کا داخل کرنا ہی راز تھا۔ علماء کا خیال ہے کہ کوئی چیز سینہ مبارک میں ڈالی گئی مگر اس راز سے واقف نہیں کہ وہ کیا چیز تھی۔ وہ یہی چیزیں تھیں۔ بچپن میں جو سینہ مبارک چاک ہوا اس میں طفلِ نوری ڈالا گیا پھر دوبارہ چاک ہوا تو جُسۂ توفیق الٰہی ڈالا گیا۔

ارشاد فرمایا: شریعت والوں کا کام سُنانا، طریقت والوں کا کام دِکھانا، حقیقت والوں کا کام قدموں میں پہنچانا، معرفت والوں کا کام کوئی مرتبہ دلوانا ہے۔

سب سے بڑا نقصان گستاخ رسول کو ہوتا ہے۔ ولی کی گستاخی سے ایمان کٹ گیا تو نبی کی گستاخی سے کیا بچے گا؟ ولی مخلوق کے لئے بہتر ہیں، لیکن نقصان دہ بھی بہت ہیں۔ ولی خود نہیں پکڑتے بلکہ اللہ کی پکڑ ہوتی ہے۔ اللہ کی پکڑ کی تو توبہ اور معافی ہے مگر ولیوں کی (وجہ سے) پکڑ قیامت تک رہتی ہے۔ بر دریا منافع بے شمار است ولیکن سلامتی در کنار است

(ان دریاؤں سے منافع تو بے شمار ہے لیکن جان کی سلامتی کنارے پر رہنے میں ہی ہے۔)

ارشاد فرمایا: راہِ فقر میں عسکری ڈیوٹی وہ کہلاتی ہے جو صرف اللہ کی ڈیوٹی ہو۔ کچھ لوگ رزق کے پیچھے بھاگتے ہیں اور کچھ لوگوں کے پیچھے رزق بھاگتا ہے۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں گھر بار دُنیا چھوڑ دیتے ہیں پھر اُن کے نصیب کا رزق خود بخود اُن کے پیچھے بھاگتا ہے۔ اور بلکہ بہت سا فالتو رزق بھی ملتا ہے۔ عرض کیا گیا کہ فالتو رزق کیسے؟ فرمایا اگر کسی شخص کی عمر 70 سال ہو لیکن حادثہ ہوا 40 سال کی عمر میں اور وہ دُنیا سے چلا گیا تو اُس کا رزق جو اس کے ساتھ اس دُنیا میں آیا تھا پیچھے رکھ دیا جاتا ہے پھر وہ اللہ والوں کے پیچھے بھاگتا ہے۔

ارشاد فرمایا: نماز عبادت ہے، مشن کے لئے جانا اور سفر کرنا سخاوت ہے، آستانوں پر درباروں پر جانا اور تبلیغ کرنا ریاضت ہے۔ ہمارے گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ ہم اب کبھی واپس اسی دُنیا میں آئیں گے بھی۔ ہمارا حال جنگل میں ایسا ہو گیا تھا کہ ہم دُنیا میں آنا تو دور کی بات دُنیا میں آنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ ہر چیز چھین لی گئی تھی۔ خیالوں میں بھی یہ خیال نہ آتا تھا کہ شاید کبھی واپس اس دُنیا میں جانا ہوگا۔ مگر اب جبکہ اُس کے بغیر چین نہیں تو اب وہ فرماتا ہے کہ میں نے

جو تم پر کرم کیا، کچھ اپنے بندوں کے لئے جانا ہے۔ ان کی وجہ سے یہاں واپس بھیج دیئے گئے۔ حالانکہ سوچا یہ تھا کہ اب کہیں ایسی جگہ جائیں جہاں صرف پانی اور چند درخت ہوں انسان کوئی نہ ہو۔ لیکن اللہ کو یہ منظور نہ تھا۔ اب ہم گاڑی میں گھوم رہے ہیں، بیوی بچوں میں رہ رہے ہیں حالانکہ اُس وقت ہم یہ اس بارے میں تصور اور گمان میں بھی یہ چیز نہ پاتے تھے لیکن دیکھا ہوگا جس طرح بچہ جب روتا ہے تو ماں اُس کو چند کھلونے دے کر بہلاتی ہے۔ اسی طرح یہ گاڑی یہ بنگلہ بیوی بچے اور لوگوں کا اژدہام سب ہمارے بہلاوے کے لئے کھلونے کی طرح ہیں۔ لیکن خیال ہر وقت اُسی کی طرف ہے۔

علیین اور سجین کے بارے میں فرمایا کہ کچھ لوگ اپنے پیچھے صدقہ جاریہ چھوڑتے ہیں انتقال کے بعد اُن کے پاس جنت میں جانے کے لئے کمی ہوتی ہے تو علیین میں اس لئے ٹھہرایا جاتا ہے کہ پیچھے سے جو آنا ہے وہ جمع کر کے بیلنس ہو جائے۔ اور کچھ لوگ دوزخی ہوتے ہیں اس لئے ان کو ٹھہرایا جاتا ہے کہ اپنے پیچھے جو نیک اولاد یا صدقہ جاریہ چھوڑا ہے اس میں سے کچھ آجائے تو دوزخ سے نجات مل جائے۔

ارشاد فرمایا: ذاکر کو معلق موت نہیں مار سکتی۔ جوانی کیا ہے؟ کوئی کہہ سکتا ہے کہ میں بڈھا ہو کر مرونگا۔ اللہ جن کو زیادہ مراتب دینا چاہتا ہے اتنی ہی تکالیف انہیں پہنچتی ہیں۔ جس طرح حضرت امام حسینؑ کی شہادت۔ فرمایا کہ ہمیں صبر یوں بھی کرنا چاہیے کہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ کے حبیب ﷺ کے جسم سے خون بہا، پتھر لگے وہ کیا تھا؟ مراتب بڑھائے گئے۔ جتنے مراتب زیادہ ہونگے اتنی ہی تکلیف پہنچائی جاتی ہے۔

عرض کیا گیا: کہتے ہیں کہ کچھ عورتوں کے جسموں میں ولیوں کی روح داخل ہو جاتی ہے؟

ارشاد فرمایا: ہاں یہ حقیقت ہے، مگر شاذ و نادر۔ کوئی ہزاروں میں ایک۔ اکثر فراڈ ہوتا ہے۔ ان کے جسموں میں جنات داخل ہو جاتے ہیں جو کہ لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

عرض کی گئی: بعض وہ ہیں کہ جن کو یاھُو کا ذکر دیا گیا لیکن چلا نہیں یا چلتا نہیں؟

ارشاد فرمایا: جن کو دیدیا گیا ہے اب چلے نہ چلے اُن کا نام لکھا گیا۔ اس کے ذمہ دار ہم ہیں، وہ نہیں۔ ابھی سب کے لطائف تیار کیے جا رہے ہیں تجلی کے لئے۔ لیکن تجلی کسی ایک پر پڑے گی۔ تب کہیں اس شخص کو کہا جا سکتا ہے کہ کس مرتبے میں ہے۔ ابھی کم لوگ ہیں ذاکروں میں جو مرنے کے بعد کسی کا قلب کچھ لمحے اور کسی کے کچھ دِن ذکر میں رہتے ہیں۔ (5 فروری 88)

فرمایا: حضور پاک ﷺ کے زمانے میں بھی نوجوان طبقہ ہی تھا۔ بھئی ان کے دِلوں میں جان تھی فوراً اللہ اللہ میں لگ

گئے اور آج بھی تم کو انجمن میں نوجوان طبقہ نظر آئے گا۔

مندرجہ ذیل الفاظ سرکار نے اکرم بھائی کی ڈائری میں بقلم خود تحریر فرمائے:

"اے اللہ! میرے خون کا آخری قطرہ بھی تیرے عشق میں قربان ہو۔بس یہی آرزوئے زندگی ہے۔

اور اگر وہ قطرۂ خون جہاں گرے اسم اللہ بن جائے تو پھر یہی انتہائے زندگی ہے۔ورنہ پھر شرمندگی ہے"

مومن کی اقسام بیان کرتے ہوئے فرمایا:

صاحبِ ذکر: جس کا دِل ذکرالٰہی کے نور سے منور ہو یا تصفیہ شروع ہو چکا ہو۔معمولی سا بھی نور دِل میں ہونا ضروری ہے اور قلب ذکر سے جاری ہو۔کم از کم پانچ ہزار تک ذکر چلتا ہو۔یہ مومن ادنیٰ ہے۔مومن جب ہوتا ہے جب قلب جاری ہوتا ہے۔مومن ہر وقت جب ذکر قربانی لگتی ہے تو مکمل مومن ہو جاتا ہے۔یعنی ذکر قلب تک مومنیت کا مقام ہے ولی نہیں ہوتا، مومن ہی رہتا ہے۔ذکر قربانی کے بعد ولائت شروع ہوتی ہے۔سلطان صاحبؒ فرماتے ہیں غوث سے آگے ستر ہزار مقام ہیں اور ہر مقام کا فاصلہ دوسرے مقام سے 70 ہزار سال کا ہے۔ذاکر قلبی کو حضور پاک ﷺ کا دیدار ضرور ہوگا۔بعض کو مرنے سے پہلے ہی زندگی میں اور بعض کو مرتے وقت اور بعض کو حضور پاک ﷺ کا دیدار اس دُنیا میں نہیں ہوگا۔انکے دِلوں کی دھڑکنیں قبر میں تیز ہو جائیں گی۔

صاحبِ تصور: جس کا دِل ذکر میں پچیس ہزار کا ذاکر ہو یا قلب پر اسمِ ذات کا تصور جیسا وہ لکھتا ہو قائم ہوتا ہو، مومن وسطیٰ ہے۔

صاحبِ اسم: یہ درجہ ایسے ذاکر کا ہے جس کے دِل پر خوشخط رب العالمین کی طرف سے اسمِ ذات نقش ہو، وہ صاحبِ اسم ہے۔ ایسا شخص ذکر نہ کرے تو اس کی ہر دھڑکن ذکر میں شمار ہوتی ہے یا رہتی ہے۔یہ مومن کامل ہے۔مومن کا سلسلہ کبھی ختم ہو جاتا ہے لیکن اگر آواز سنتے ہو تو وہ کوئی اور چیز ہے اور مرنے کے بعد سلسلہ قائم رہتا ہے۔وہ ولائت سے متعلق ہے۔

ارشاد فرمایا: فرشتے انسان کی خدمت کے لئے ہیں۔انسانوں کے پہلے نام درج ہیں۔پھر اسی طرح ان سے عمل کروائے جاتے ہیں۔عمل سے کچھ نہیں ہوتا جسے اللہ چاہتا ہے ایک نقطہ پر بخش دیتا ہے۔کوئی ساری زندگی گناہ کرتا ہے اور ایک نقطہ پر بخشا جاتا ہے۔آگے چل کر شریعت کی سختی کرنا پڑے گی۔ابھی لوگوں کو نکالنا ہے اس لئے زیادہ سختی نہیں کرتے لیکن جب اہل دِل جتنی ہماری ڈیوٹی ہے ہم نکال لیں گے پھر بہت زیادہ سخت پابندی شریعت کروائیں گے۔(2 جولائی 93)

ارشاد فرمایا: غیر مسلموں کو اگر مسلمان بنانا ہے تو صرف اور صرف یہ طریقہ ہے کہ ان کو اللہ کی دعوت دو یہ نہ کہو کہ کلمہ

پڑھو یا اپنا مذہب چھوڑ دو کیونکہ بہت اللہ کو ایک مانتے ہیں اگر اللہ کا نور دِل میں چلا گیا تو خود بخود مسلمان بنا دیگا ورنہ بے کار ہے۔ بزرگانِ دین کا یہی طریقہ ہے۔

ارشاد فرمایا: ظاہر باطن کو روک دیتا ہے اور باطن ظاہر کو۔ اس طرح کہ اگر ظاہر میں سب اعمال ہیں باطن خالی ہے تو باطن روک دیگا اور اگر باطن ہے ظاہر نہیں تو ظاہر روک دے گا۔

عرض کی گئی: نماز کی کوشش کرتے ہیں تب بھی پابندی نہیں ہوتی۔

ارشاد فرمایا: نماز بے حد ضروری ہے اگر زیادہ نہیں تو کچھ نہ کچھ پابندی کرنا پڑے گی۔ لیکن جو لوگ منکر ہوئے ہیں وہ غلط ہیں۔ یہ کہنا چاہیے کہ ہم مجرم ہیں اللہ توفیق دے گا تو ضرور ادا کریں گے۔ لیکن انکار کفر ہے۔ اگر پانچ وقت پابندی نہ ہو سکے تو تین وقت، نہیں تو ایک وقت تو ادا کرو۔ کم از کم نمازیوں میں نام تو ہو کہ اے اللہ کچھ نہ کچھ تو کرتا رہا آگے انشاءاللہ مکمل پابندی کی توفیق ہو جائیگی۔

داڑھی کے متعلق فرمایا کہ داڑھی نہ رکھنا بہت ہی معمولی گناہ ہے لیکن قطرہ قطرہ دریا بن جاتا ہے۔ اگر نہیں رکھتے تو تمہار ذکر اس کا کفارہ کرے گا۔ لیکن رکھنے میں تمہارا کیا نقصان ہے؟ جبکہ نہ رکھ کے فضول اپنا ذکر ضائع کرتے ہو۔ اگر رکھو تو اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے۔ فرمایا ذاکرین کے شریعت پر عمل نہ کرنے سے ہمیں بہت دُکھ ہوتا ہے اور حضور پاک ﷺ کو بھی افسوس ہوتا ہے۔ اگر تم یہ سوچتے ہو کہ لوگوں کو تبلیغ کیسے کرو گے تو وہ اللہ پر چھوڑ دو وہ جسے چاہے گا وہ تمہاری بات سُنے گا۔ فرمایا اگر ہم چاہیں تو ایک نظر سے تمہارے نفس کو پاک کر دیں لیکن ایسا شخص نامرد کہلائے گا۔ جن بزرگوں نے اپنے نفس کو مارا تو وہ نامرد کہلائے ہمارے سلسلے میں نفس کو مارنے کی بجائے پاک کیا جاتا ہے۔ تمہارے نفوس بکرے ہیں۔ تم ایسا نہیں کر سکتے کہ خود گناہ کے لئے جا سکو لیکن اگر (بری) صحبت اختیار کی یا وہ بُرے لوگ خود تمہارے پاس اُٹھنے بیٹھنے لگیں تو کبھی کبھی بکرے کو مستی بھی آجاتی ہے۔ اگر تم نماز نہیں پڑھتے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ دِل ذکر قلب کی وجہ سے مطمئن ہے اس وجہ سے نماز کا دِل نہیں کرتا۔

ولی کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں فرمایا اگر یہ چیزیں (لطائف اور جُسے) جسم سے نکل کر خانہ کعبہ چلی جائیں تب بھی ولی نہیں ہوتا۔ جب روبرو پہنچا، تب اللہ کہتا ہے جو تجھے دیکھ لے وہ مجھے دیکھ لے۔ تب ولی ہوا۔ ویسے انسان لکھ کروڑ حج کر کے بھی رب کو نہ پہنچ سکا لیکن جس میں رب ہے اسے صرف پیار سے دیکھا، رب کو پہنچ گیا۔ اسی لئے کاملین کے مُرید قدرتی طور پرست ہو جاتے ہیں کیونکہ ڈر خوف جو نہیں رہتا۔ کچھ لوگ ان سے اصلاح، کچھ لوگ فیض اور کچھ فیض نہیں بلکہ جنت پاتے

www.asiinternationals.com

ہیں۔ قیامت میں ہزاروں لوگ صرف ان کی معمولی خدمت کے صلہ میں بخشے جائیں گے۔ غیر اللہ کے آگے جھکنا شرک ہے۔ جس میں اللہ نہیں وہ غیر اللہ ہے لیکن جس میں نقشہ ہو وہ غیر اللہ نہیں ہے۔ اگر آپ سلاسل طریقت سے وابستگی کا اظہار کرتے ہیں تو ضروری ہے کہ دِل اللہ اللہ کرے۔ اگر یہ نہیں ہے تو آپ جھوٹے ہیں۔ ہیں حنفی، نام نقشبندی قادری لیتے ہیں، یہ جھوٹ ہے۔ کچھ لوگ قادری بھی نقشبندی بھی نام لگا لیتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے کہ تو بالکل خالی ہے، اگر قادری سے فیض ہو جاتا تو پھر نقشبندی کی کیا حاجت تھی؟ لیکن ان کا مطلب یہ ہے کہ آؤ ہم ہر سلسلہ میں بیعت کرتے ہیں۔

ذکر قلبی کی ادنیٰ شان یہ ہے کہ دھڑکن ذکر کرے اور اعلیٰ شان یہ ہے کہ اندر کی مخلوق ذکر کرے۔ سلسلہ نقشبندیہ کے لطائف چھ ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ نفس اور انا کو ایک ہی سمجھتے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ دیدار سے محروم ہیں۔ مجدد (الف ثانی) صاحبؒ تک سات ہی شمار تھے۔ جب دیدار نہیں تو آدھے قلندر، رابعہ بصری اسی وجہ سے آدھی قلندر کہلائیں کہ دیدار نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ قادری ان کو عورتیں کہتے ہیں۔ اگر کسی میں جان ہو تو ایک نظر میں لطائف تو کیا رب کی ذات تک ہم پہنچا سکتے ہیں۔ شیطان احساس کمتری اور احساس برتری سے تباہ کرتا ہے۔ اسی وجہ سے علماء مار کھا جاتے ہیں۔ لوگوں کے ایمان ولیوں کی بُرائی کرنے سے کٹ جاتے ہیں۔ اصل عمر جوانی کی ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ خاص کی قربانی جوانی میں قبول ہوتی ہے۔ عام جب بکرے کی قربانی دی جاتی ہے تو خون گرتا ہے اور گناہ معاف ہوتے ہیں لیکن جب خاص اپنی جان کی قربانی دیتا ہے تو پھر اسکے خون کا بدلہ یہ کہ میں خود اس کا ہو جاتا ہوں۔

جس کے دِل میں دُنیا ہے وہ اگر مسجد تو کیا خانہ کعبہ میں بھی دُنیا دار ہے۔ اور اگر دِل میں اللہ ہے تو سینما میں بھی اللہ والا ہے۔ جب دِل میں نور ہوگا تو تو اُمتی ہے پھر دوزخ سے کیا ڈر؟ علامہ اقبال فرماتے ہیں:

ہے مُریدوں کو تو گوارا ولیکن شیخ و مُلّا کو بُری لگتی ہے درویش کی بات

حلقہ ذکر زیادہ سے زیادہ کریں۔ اگر صرف عبادت کے لئے کرتے ہیں تو حلقہ نقصان دہ ہے۔ کیونکہ حلقہ کا مقصد ہے ضربیں لگا کر اندر کو جگایا جائے۔ ہماری لائن میں کشف بہت معمولی بات ہے۔ کشف کے بغیر رب تک پہنچ سکتے ہیں۔ لیکن دِل کے بغیر رب تک پہنچنا ناممکن ہے۔ کشف انسان کے لئے نقصان دہ ہے۔ صاحبِ کشف 17 ویں درجہ میں ہی رُک جاتا ہے، کبھی اس کو دیکھے گا کبھی کسی اور کو۔ ہم بھی لال باغ میں کشف میں اُلجھتے تو ذکر سے غافل ہو جاتے۔ پھر حکم ہوا اُس کو چھوڑو۔ ایک ماہ یہی رہا۔

عرض کی گئی: جب شیطان اُلجھائے گا شیطانی کشف میں تو شیخ کامل کیا نظر نہیں کرے گا؟

ارشاد فرمایا: اگر شیخ حضور پاک ﷺ کے پاس ہے تو شیخ تم کو ترجیح دے گا یا حضور پاک ﷺ کو اور اتنی دیر میں شیطان اپنا کام کر جائے گا۔ یہ طاقت صرف حضور پاک ﷺ کو ہے کہ وہ جس کے پاس چاہیں جب چاہیں پہنچ سکتے ہیں۔ اسی طرح غوث پاکؓ ہر مسجد میں۔ اگر کوئی تکلیف اللہ کی طرف سے آئے تو شیخ مداخلت نہیں کرتا۔ لیکن جب معلق میں آئے تو اس کے لئے شیخ تو کرتا ہے۔ زیادہ عقلمند اس لائن میں کامیاب نہیں۔ جب تک دِل کی صفائی کوئی نہیں، رب تک رسائی کوئی نہیں۔ علمِ شریعت تمہارے حال کے لئے ہے اور علم طریقت تمہارے مستقبل کا تدارک کرتی ہے۔

غوث پاکؓ پر علماء ظاہر نے 500 کفر کے فتوے لگائے وہ کیا فرماتے تھے؟ غوث پاکؓ نے فرمایا جس نے دیدارِ خدا کے بعد نماز پڑھی اس نے کفران نعمت کیا۔ آپ کے مُرید بھی بھاگ گئے۔

کسی دوسرے شیخ کے پاس جانے کے بارے میں ارشاد فرمایا اگر قلب چل پڑا تو بغیر اجازت کسی دوسرے کے پاس نہیں جا سکتے۔ اگر اپنی محنت سے کمایا ہو تو اُسے کوئی خطرہ نہیں لیکن جو عطائی ہے وہ چھن سکتا ہے۔ نور کسی بھی طریقہ سے اندر آ جائے دوزخ میں نہیں جائے گا چاہے ذکر و نماز سے، چاہے کسی کی نظر سے۔ بڑے بڑے ولیوں کے خاص مُرید صرف خدمت میں ہوتے ہیں۔ مست جیسے صابر پیا، جس کا اللہ کے عشق میں برا حال ہو جائے اُسے اللہ کتنا چاہے گا۔ جیسے موسیٰؑ کے زمانے میں عاشق کا واقعہ ہے۔ اللہ والوں کے بیچ میں مولوی رکاوٹ ہیں جیسے موسیٰؑ نبی ہو کے رکاوٹ بن گئے تو پھر مولوی کیا ہیں۔ موسیٰؑ تو یہ کہ سمجھ نہیں سکے تھے لیکن یہ سمجھ کر بھی ایسا کرتے ہیں۔

ارشاد فرمایا: گناہگار کو بھی نہیں چاہیے کہ مایوس ہو اور زاہد کو بھی نہیں چاہیے کہ نازاں ہو۔ کچھ کو اللہ چاہتا ہے اور کچھ اللہ کو چاہتے ہیں۔ چوری کرنے گیا ولی کیسے بن گیا؟ جن کو اللہ چاہتا ہے ان کے لئے بہانے ڈھونڈتا ہے۔ قرآن نے دو جگہ خبردار کیا ہے، ایک ذکر سے سکون دوسرا جہاں سے ذکر ملے گا۔ نوری طاقت آپ سے گناہ پر ملامت کروائے گی اور چھڑوائے گی۔ قرآن میں ہے کہ نماز بے حیائی سے روکتی ہے ذاکر قلبی جب نماز پڑھے گا تو نماز اسے برائی سے روکتی ہے۔

ارشاد فرمایا: فنافی الرسول کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ فنافی الرسول کی پہچان یہ ہے کہ چونکہ وہ حضور ﷺ کی محفل میں روز جاتا ہے اس لئے شریعت کا مکمل پابند ہوگا تاکہ رات کو پوچھ گچھ نہ ہو جائے لیکن فنافی اللہ والوں کو اللہ کے ہاں جانا ہوتا ہے وہ نہ نماز پڑھتا ہے نہ داڑھی وغیرہ اس لئے بہت سے ان کاموں سے فارغ ہو جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ

انہیں حضور پاک ﷺ جب رُخ اللہ کی طرف موڑتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ اب تم جانو اور اللہ جانے ہم تم سے کچھ پوچھیں گے۔

عرض کی گئی: سرکار حضور پاک کی محفل والوں کو سنت کی پابندی اور چھوڑنے پر باز پُرس کا خطرہ ہے لیکن اللہ کے ہاں جانے والوں کو کیا خیال رکھنا ہوتا ہے؟

ارشاد فرمایا: انہیں مخلوق کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔حتیٰ کہ چیونٹی پر بھی پاؤں نہ آئے۔

زبانی علم جنت تک اور باطنی علم رب تک پہنچا دیتا ہے۔شریعت والوں میں ایمان ضروری نہیں لیکن طریقت والوں میں ایمان ضروری ہے۔اہلِ عقل (شریعت) کبھی جنگل میں نہیں جائے گا۔

(اللہ تعالیٰ مخلوق پر)40 سال مہربان اور 40 سال قہر، اگر ایک مرتبہ شروع ہو تو رہتا ہے۔ڈاکو دِل سے اللہ اللہ کر کے ولی بن گئے لیکن تم لوگ نمازیں پڑھ کر غیر مقلد ہو گئے۔اتنا کرم تو ہم نے جنگل میں بھی نہ دیکھا جتنا اس وقت وہ (اللہ) دُنیا داروں پر مہربان ہے۔اس وقت رب کے حبیب کی گردِن جھکی ہے جس کی وجہ سے اللہ بہت ہی مہربان ہے۔میں تو سمجھتا ہوں کہ اس نے 98 نام ایک طرف کر دیئے ہیں اور صرف اسمِ ذات ہر ایک کو عطا کر رہا ہے۔اس وقت اس کی مہربانی سے فائدہ اُٹھاؤ، یہ نہ کہو کہ ٹائم نہیں ہے۔اتنا ٹائم نکالو کہ اگر قہاری شروع ہو تو کچھ نہ کچھ تو بچت ہو جائے۔پتہ نہیں مہربانی کا عرصہ کتنا ہے سال 2 سال یا اس سے زیادہ؟ ایمان نہ ہونے کی وجہ سے علماءِ سو فتوے لگا رہے ہیں۔

ارشاد فرمایا: حافظِ قرآن کے بارے میں فرمایا کہ حافظِ قرآن اگر اندر سے ہو تو بہتر ہے۔دِل میں اگر اللہ اللہ آ جائے تو خود بخود فصیح و بلیغ ہو جائے گا۔دُنیا دار جب نماز پڑھتا ہے تو دِل میں دُنیا ہے تو گویا وہ شرک کرتا ہے۔دُنیا کو رب بنا لیا۔جب پہلے رب کو چھوڑا تو اللہ ملا۔اگر پیسے کمانے ہیں تو یہی حفظ ہے لیکن اگر اللہ کے لئے ہے تو پہلے دِل کو صاف کرو۔

ارشاد فرمایا: شیطان نے کہا میری ڈیوٹی لگائی ہے اگر اللہ مجھ سے تعلق ختم کر لیتا تو مجھے فوج کیوں دیتا۔مجھ سے سب چیزیں سلب کر لیتے۔مجھے پوری اُمید ہے کہ میں بخشا جاؤں گا۔ہوسکتا ہے کہ تم سے زیادہ کام کر رہا ہوں۔اچھے اور بُرے کو علیحدہ کر رہا ہوں۔

ارشاد فرمایا: کہ ہوا امرِ کن ہے۔کہ علم سائنس کبھی بھی اللہ کے راز تک نہیں پہنچ سکتا۔یہ لوگ یہ تو جان سکے ہیں کہ طوفان آنے والا ہے بارش آنے والی ہے اسی طرح اور چیزیں لیکن قدرت تک نہیں پہنچ سکتے۔کہ آخر ہوا آتی کہاں سے ہے؟

ہوا کی شکل ظاہر میں نظر نہیں آتی۔ اہل باطن دیکھتے ہیں کہ اس کا رنگ سفید ہے اور اس کا تصرف پروردگار نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ پھر حضرت میکائیل کے تصرف میں ہے۔ اوپر بہت بڑی بڑی کھڑکیاں ہیں جہاں سے یہ ہوا آتی ہے۔

بارش کے بارے میں نور محمد صاحب نے عرض کیا کہ سرکار سائنس دان کہتے ہیں کہ پانی بخارات بن کر آسمان پر جاتا ہے اور پھر برس جاتا ہے۔ اس کی حقیقت کیا ہے؟

ارشاد فرمایا: بارش کا ذریعہ ایک تو بنایا کہ آبی بخارات کے ذریعے اوراوپر پہنچا اور جمع ہوا اور پھر جہاں پہاڑی علاقے ہیں وہاں برسا۔ لیکن ایک امر کن بھی ہے یعنی جن علاقوں میں پہاڑ وغیرہ نہیں اور بارش ہوتی نہیں لیکن یکا یک بادل جمع ہو کر برس جاتے ہیں وہ امر کن ہے۔ ہوا امر کن ہے اور اللہ نے اسے اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا ہے۔ جب صُور پھونکا جائے گا تو یہ ہوائی کھڑکیاں

بند کر دی جائیں گی پانی کے بغیر تو پھر بھی چند گھنٹے گزارہ ہو سکتا ہے لیکن ہوا کے بغیر ایک منٹ بھی مشکل ہے۔ اس لئے ہوا بند ہو جائیگی اور صُور کی آواز بلند ہوتی چلی جائیگی۔

دعوتِ اسلامی کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ان کو اپنے امیر کی طرف سے اب یہ ہدایت کر دی گئی ہے کہ کسی بھی طرح بس انجمن کو نقصان پہنچانا ہے۔ لہٰذا، اب ذاکرین کے لئے ضروری ہے کہ ان سے اُلجھیں ہی نہیں اور صرف اپنے مشن سے مطلب رکھیں۔

ارشاد فرمایا: روحانی سفر میں ہم نے لکھا ہے طالبِ حق سمجھیں کہ شیطان کیا کیا صورتیں اور حیلے کرتا ہے کہ ہم بھی بھنگ پینے کے لئے راضی ہو گئے تھے مگر ہمیں اللہ نے بچا لیا۔ اسی طرح داتا گنج بخشؒ کا واقعہ کشف المحجوب میں ہے کہ وہ ایک حسینہ کے جال میں پھنسے رہے اور ایک سال تک پریشان ہوئے پھر لکھا ہے کہ مجھے اللہ کے فضل نے بچا لیا۔

ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ ہماری باتیں ریکارڈ نہ کیا کرو کیونکہ کبھی ہم خود بولتے ہیں اور کبھی ہمارے اندر کوئی اور بول رہا ہوتا ہے۔ اسی لیے ہم جب نئے لوگوں کو پاس بیٹھا ہوا دیکھتے ہیں تو بات کرنے سے گریز کرتے ہیں لیکن پھر بھی کبھی کبھی کوئی خاص بات کھل جاتی ہے تو وہ عام سمجھ سے بالا ہوتی ہے۔ (23 مارچ، 91)

ارشاد فرمایا: کہ اللہ کی راہ تین طریقہ پر ہے:

1۔ جہادِ اصغر (کفار سے جنگ) 2۔ جہاد اکبر (اپنے نفس سے جنگ) اور 3۔ تبلیغِ دین (لوگوں کو اللہ کی طرف

بلانا)۔

اللہ کی راہ میں حقوق العباد بھی معاف ہیں۔لیکن اگر دُنیا کے لہو ولعب میں حقوق العباد چھوڑے تو جرم ہے۔عمل کا اجر نیت سے ہے۔داڑھی اگر اس نیت سے بڑھائی جائے کہ اس سے بات کا اثر ہوگا تو اجر ہے ورنہ روحانیت میں کچھ نہیں۔کچھ گناہ ازل سے لکھے ہوئے ہوتے ہیں جو بچنے کے باوجود سرزد ہوتے ہیں جبکہ جن لوگوں سے گناہ سرزد نہیں ہوئے وہ لوگ تکبر میں پڑ کر دعویٰ کر بیٹھتے ہیں کہ نبی بھی ہماری طرح ہے۔اس لئے اس میں یعنی نفس کے گناہ میں حکمت یہ ہے کہ عاجزی رکھے۔دوسرے سلاسل میں نفس سے مقابلہ کر کے نفس کو مار دیا جاتا ہےلیکن ہمارے سلسلے میں ہے کہ اسے کمزور کیا جاتا ہے۔تاکہ وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوجائے یہ زیادہ کٹھن اور مردانگی ہے۔جبکہ دوسرے سلاسل میں اگر مقابلہ بھی کیا اور نہ مار سکے تو اور بھی بدتر ہو جاتا ہے اور انتہا تک پہنچ جاتا ہے۔ ہمارے سلسلے میں نفس کو مارنے والوں کو نامرد کہا جاتا ہے۔مردانگی یہ ہے کہ اس کو مسلمان کیا جائے۔ملامت سے (لوگوں کی تنقید اور بُرا بھلا کہنے سے) درجات بلند ہو جاتے ہین بشرطیکہ بے جا ہو اور اس کو برداشت کیا جائے۔

شریعت کے بارے میں ارشاد فرمایا: شریعت،طریقت کی چوکیداری کی طرح ہے۔یہ خزانہ مُرشد اللہ سے دِلاتا ہےلیکن اس کی حفاظت مُرشد کا ذمہ نہیں بلکہ مُرشد کی بدظنی اور گناہ کبیرہ میں ملوث ہونے سے روحانیت سلب ہوسکتی ہے۔نماز چھوڑنے سے روحانیت میں ترقی نہیں ہوتی۔سب سے بڑا گناہ بہتان، پھر غیبت، پھر زنا اور شراب وغیرہ ہے۔اگر کسی شخص کو تنخواہ دی جائے وہ مہینہ بھر چوکیداری کرے تو محبت نہی ہے۔محبت یہ ہے کہ بغیر تنخواہ کے چوکیداری کرتا رہے پھر چاہے کئی مہینہ تک خدمت کرے جب اللہ عطا کرے گا تو پتہ نہیں کتنا عطا کردے گا۔اللہ سے محبت کی دلیل یہ ہے کہ اُس کا حکم پورا کرے کوئی لالچ نہیں کرے۔وہ قبول کرے نہ کرے اس کی پرواہ نہ کرے۔

ارشاد فرمایا: نماز نہ پڑھنے سے ذکر اس کا کفارہ کرے گا لیکن آگے ترقی نہ ہوگی۔شریعت چھلکا اور طریقت مغز ہے۔ آیت **فاذا قضیتم** ....جب نماز قضا ہو جائے تو اللہ کا ذکر کرو...اس بات کی دلیل ہے کہ نماز کا کفارہ ذکر کرتا ہے۔اس لائن میں ایک چیز ایسی ہے جس کو ادا کرنے سے ہر ہر چیز کا کفارہ ہو جاتا ہے اووہ ہے دیدارِ الٰہی۔دیدارِ الٰہی سب کا کفارہ کر دیتا ہے۔

ارشاد فرمایا: اگر کسی باعمل شخص کو نشانہ بنایا جائے تو اُس کو ملامت (کے عوض) کا درجہ ملتا ہے جبکہ بے عمل کو کچھ فائدہ نہیں ہوتا کہ **فاذا قضیتم**.........کا اصل ترجمہ جب تم سے نمازیں قضا ہو جائیں تو کھڑے بیٹھے اللہ کا ذکر کرتے رہو۔جب کوئی

ذاکر نمازیں قضا کرتا ہے تو اس کا ذکر اُس نماز کا کفارہ کرتا ہے۔ لیکن اگر کوئی نماز کی پابندی کرتا رہے تو فرض ادا ہوتا رہتا ہے اور ذکراللہ قرب (الٰہی) کا باعث بنتا ہے۔ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت جب روضۂ رسول ﷺ پر پرواز کر کے پہنچے تو تین دِن تک زیارت سے محروم رہے۔ جب پریشان ہوئے تو دیدار ہوا تو بتایا کہ یہ محرومی نماز میں عدم توجہی کے باعث ہوئی۔

ایک موقع پر ارشاد فرمایا: ایک ذاکر قلبی جو نماز کی پابندی نہیں کرتا تھا جب انتقال کے بعد قبر میں گیا تو حضور پاک ﷺ کے دیدار سے محروم کر دیا گیا وجہ دریافت کرنے پر حضور پاک ﷺ کی جانب سے جواب ملا کہ چونکہ تو میرے رب کی نماز کی پرواہ نہیں کرتا تھا لہٰذا مجھے تیری کیا پرواہ، اُمتی ہے اس لئے بخشش ہی کافی ہے۔

ایک غیر مسلم نے سوال کیا کہ مسلمانوں کے علم کی ابتداء اور انتہا کیا ہے؟ فرمایا: ابتداء، جسم نماز پڑھے اور انتہا، اندر کی روح نماز پڑھے۔

ارشاد فرمایا: جسے ہم ذکر میں لگانا چاہتے ہیں، اُس کا ذکر اُس وقت تک چلتا ہے جب تک وہاں سے واپس نہ کر دیا جائے۔ اگر منظوری ہو جائے تو مستقل چلتا رہتا ہے لیکن اگر بند ہو گیا تو سمجھو کہ وہاں سے واپس کر دیا گیا۔

ارشاد فرمایا: ایک ہیں غلمان اور ایک ہیں غلاماں۔ غلمان فرشتے ہیں اور غلاماں وہ لوگ جو بخشش کے بعد جنتیوں کے غلام ہونگے۔ ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ اشارہ جاگتے ہوئے نہیں ہوتا بلکہ خواب میں ہوتا ہے۔ اگر حالت ایسی ہے کہ نہ سو رہے ہوں نہ جاگ رہے ہیں تو وہ صحیح ہے۔ اور اگر وہ ہو رہا ہے، ابھی ہو رہا ہے جاگتے میں اشارہ نہیں ہوتا۔ ہاں! خواب میں اشارہ ہوتا ہے، تمھارے ساتھ یہ ہو سکتا ہے۔

ارشاد فرمایا: جس کو اپنے جُثے نکلنے کا کوئی ثبوت نہیں وہ صرف قادری ہے منتہی نہیں۔ کم از کم ایک سال بعد ذاکر کا جُثہ ضرور نکل جاتا ہے۔ دو تین کشف والوں سے یا بلکہ ہوش وحواس میں اگر دیکھ لیتے ہو تو تصدیق کافی ہے۔ شروع شروع میں ظاہر میں ذکر فکر زیادہ کروایا گیا اور جُثے جلدی نکال دیئے گئے۔ اب طریقے کے تحت آرام آرام سے ہو رہا ہے۔ پہلے پہلے کے لوگ بڑے فائدے میں رہے۔ پہلے پہلے بے طریقہ رہے، اس سلسلے کو قائم کرنے کے لئے۔ لٹانے کی بات نہیں بلکہ ٹوٹل پورا کر رہے تھے۔ جیسے اسی سفر میں ڈیرہ غازی خاں میں آٹھ یا دس آدمی آئے جن میں دعوتِ اسلامی کے لوگ بھی تھے۔ سوچا ہم چلے جائیں گے تو یہ بھی بھول جائیں گے۔ ان میں سے ایک آدمی کو ذکر کرانے کا اذن دیدیا۔ اب جن کا بطنی سلسلہ چل پڑے گا (وہ آگے جائے گا) شروع شروع میں کوئی (باطنی طور پر) تیار ملنا ہی نہیں تھا۔

ظاہری اور باطنی بیعت کا فرق بتاتے ہوئے فرمایا: ظاہری بیعت سے صرف جسم تابع ہوا لیکن اندر اگر دِل مخالف ہو جائے تو کیا فائدہ؟ لیکن باطنی والے جسم کو نہیں وہ جو اس کے اندر ہوتا ہے اُس کو پکڑتے ہیں۔ جب دِل خود بیعت ہو جاتا ہے تو جسم کہاں جا سکتا ہے۔ پہلے آدمی روزی کے پیچھے لگتا ہے اور یقین کرو کہ جب آدمی اللہ کا ہو جاتا ہے تو روزی اس کے پیچھے لگتی ہے۔ ظاہری بیعت مُرید بناتی ہے، باطنی بیعت پیر بناتی ہے۔ ظاہری بیعت صرف ظاہر میں ہی ہوتی ہے مگر باطنی بیعت ظاہر و باطن دونوں پر ہوتی ہے اور صرف کاملِ ذات ہی کر سکتا ہے۔

ارشاد فرمایا: سب سے بڑا امتحان نبیوں سے ہوا، پھر ولیوں سے ہوا، پھر جو اُن کے نزدیک ہیں۔

ارشاد فرمایا: قرآن مجید میں عرشِ مجید اور عرشِ عظیم کا ذکر ہے۔ عرش کئی ہیں۔ سب سے ادنیٰ عرش ملکوت ہے اور وہ ہے عرش معلیٰ۔ سدرۃ المنتہیٰ، جبروت اور لاہوت کے درمیان سرحدی مقام ہے۔ سب سے عظیم عرش، عرشِ عظیم ہے۔ وہاں مقامِ "قاب و قوسین" ہے۔ ہر قلب میں عرش ہے، عرشِ معلیٰ اسی قلب کی طرح ہے۔ عرشِ عظیم وہ ہے جہاں کسی کو راستہ نہیں، کسی کو دخل نہیں حضور پاک ﷺ شبِ معراج میں عرشِ عظیم پر جلوہ فرما ہوئے تھے۔

ارشاد فرمایا:

رب عبادت سے نہیں دِل سے ملتا ہے۔ عبادت کا مقصد دِل کو چمکانا ہے۔

عبادت کا اصل مقصد نفس کا تزکیہ اور قلب کا تصفیہ ہے۔ تاکہ جب قلب چمکے تو اللہ کی نظر رحمت کے قابل ہو سکے اور نفس پاک ہو تو حضور پاک ﷺ کے قدموں تک رسائی حاصل ہو سکے۔ اس طرح دونوں کام ہو جائیں گے، رب بھی ملے گا اور حضور پاک ﷺ بھی۔

جس ذاکر کی روحانی چیز، جُسہ وغیرہ نکالا جاتا ہے وہ قادری منتہی ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جسے اپنے جُسے وغیرہ کی تصدیق نہیں وہ قادری ضرور ہے مگر منتہی نہیں۔

جُسے تمہارے احسان مند، انہیں تم سے زندگی ملی، تم جُسوں کے، تمہیں اُن سے دائمی زندگی ملی۔

جن لوگوں نے غوث پاکؓ اور سلطان صاحبؒ سے ظاہر میں فیض حاصل کیا وہ بھی منتہی ذاکر ہوئے۔ ان کے بعد صرف قادری زاہدی اور سروری رہ گئے۔

اہل عقل علم والے اور اہلِ دِل نسبت والے ہوتے ہیں۔

ذاکرین کو سب سے زیادہ نقصان نماز چھوڑنے اور جھوٹی قسم کھانے سے ہوتا ہے۔

عارف کی ولایت کا تعلق غوث پاکؓ اور معارف کا تعلق حضرت علیؓ سے ہے۔

شریعت والے مسجد تک، طریقت والے جنگل تک اور دونوں والے رب تک۔

کوئی سُن کے اور کوئی دیکھ کر ایمان لاتا ہے۔ لیکن زیادہ افضل وہ ہے جو بغیر دیکھے ایمان لائے۔

اللہ اللہ میں لگنے کے بعد جو تکلیف آئے وہ امتحان ہے اس کے بغیر اگر تکلیف ہے تو وہ امتحان نہیں ہے۔ بغیر سکول کے کہتا ہے امتحان ہے۔ وہ غلط فہمی ہے۔

جس کے دِل میں ذرہ برابر بھی ایمان کا نور ہوگا دوزخ کی آگ اُس پر حرام ہے۔

نام کے ذریعے اُس کے گھر تک پہنچو گے، گھر پہنچ کر نام چھوڑ کر دیدار اور بات چیت کرنی پڑتی ہے۔

اسمِ ذات کی سب سے بڑی رکاوٹ بیوی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ بیویاں شیطان کی طرح تمہارے لئے اُتاری گئیں۔

ہمت والا آدمی چاہیے۔ اللہ خود ہمت والا ہے اور ہمت والوں کو پسند کرتا ہے۔

جن کے ارادے بدلتے رہتے ہیں انہیں پھر اللہ جنت کی طرف بھیجتا ہے کہ تو میری طرف مت آ۔ سوچ کے یار بناویں بندے آ، یار بنا کے سوچیں۔ اگر تو مُڑ گیا تو پھر تباہی اور بربادی ہے۔ اگر کوئی ذاکر ہونے کے بعد منہ موڑے گا پھر وہ تباہ ہوگا۔ پھر (نماز میں) صراطِ مستقیم کہے گا تو رب کو غصہ آئے گا۔ سزا کے طور پر ظاہری روزی تنگ ہو جائیگی۔ پھر اگر معافی ہوگئی تو تب بھی پہلے جیسا پیار نہیں ملنا۔

جن کے دِل مر جاتے ہیں اُنہیں کوئی عام ولی نہیں بلکہ سلطان ہی زندہ کر سکتا ہے۔ انڈا اگر ٹھیک ہو تو ہر کوئی اُس میں سے بچہ نکال سکتا ہے۔ مگر خراب ہو تو پھر نکالنا کرامت ہے۔

عالم رب سے ڈراتے ہیں، ولی رب سے ملاتے ہیں۔ عالم نفس کو سدھارتے ہیں، ولی نفس کو پاک کرتے ہیں۔ عالم صرف سُناتے ہیں، ولی دکھاتے اور پہنچاتے ہیں۔

ہر فرقہ اپنے آپ کو مومن سمجھتا ہے اور لڑتے بھی ہیں۔ ہمارے لوگ پڑھ لکھ کر دین کی تحقیق میں نکلتے ہیں پر گمراہ ہو جاتے ہیں۔

اسمِ ذات جلالی ہے، جسے عطا ہوتا ہے چلتا ہے۔ جسے عطا نہیں اسے تاب نہیں، گھر بار چھوڑ کر دیوانہ ہو جاتا ہے۔

پوری دُنیا کے عالم مل کر بھی ایک ادنیٰ ولی کے ناخن کے برابر بھی نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ ولی وہ ہوتا ہے جس پر رب کی تجلی ہوتی ہے۔

بڑھاپا پینشن، چاہے دین کا کام ہو چاہے دُنیا کا کام۔ دین کی پینشن کے بعد اللہ بزرگ بنا دیتا ہے۔

ذکر خفی عبادت ضرور ہے مگر روحانیت نہیں۔ سب سے ادنیٰ فیض قلب کا اور سب سے اعلیٰ لطیفہ انا کا ہے۔

زبانی عبادت میں سب سے افضل درود شریف ہے اور قلبی عبادت میں سب افضل ذکر اللہ ھو ہے۔

بہت سے لوگ رب کو مصیبت میں یاد کرتے ہیں جبکہ خوشحالی میں یاد نہیں۔ اب وہ کیا کرے، لیکن ایک آیت (تو میرا ذکر کر) ذاکر کے لئے ہے۔

جس طرح عام گلی یا سڑک پر جانا ممنوع نہیں لیکن صدر کا جہاں گھر ہے اس گلی میں جانے کے لئے اجازت چاہیے اسی طرح اس ذات کے لئے اجازت اور دیگر صفاتی اسماء کے لئے عام حکم ہے یہ طریقہ سب کے لئے ہے اور دوسرا طریقہ کسی کسی کے لئے۔

چار جگہ بیعت اور نو جگہ طالب ہونے کی گنجائش ہے۔

عام آدمی کی قلب کی رفتار تین یا ساڑھے تین ہزار لیکن قلب والے کی چھ ہزار تک ہو جاتی ہے۔

امام کے لئے ضروری ہے کہ جب نماز پڑھائے تو اس کے سامنے خانہ کعبہ ہوتا کہ پیچھے والوں کی نماز بھی وہاں جائے اور درویش کے لئے ضروری ہے کہ وہ جب نماز پڑھائے تو اس کے سامنے عرش معلیٰ ہوتا کہ پیچھے والوں کی بھی وہاں پہنچ ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ بیت المعمور میں فرشتوں اور نیک ارواح سے ہم کلام ہوتا ہے۔

حضور پاک ﷺ کے پاس فرشتہ پیغام لاتا تھا، ولیوں کے پاس فرشتہ نہیں آتا بلکہ الہام ہوتا ہے۔

الہام حق کی پہچان یہ ہے کہ سب سے پہلے قلب پر نوری تحریر صاف نظر آتی ہے۔ اگر حق ہے تو قلب اور منور کر دیتا ہے۔ پھر قلب سے سری میں وہ تحریر جاتی ہے تو اگر باطل ہے تو سِری میں جانے سے پہلے یا جانے کے بعد سری جلا دے گا ورنہ اور روشن ہو جائیگی۔ پھر سری سے اخفی کی طرف وہ بھی تحریر کو جلا دیگا ورنہ اور منور کر دے گا۔ پھر اخفی زبان کی طرف بھیجے گا، اگر حق ہے تو زبان سے جاری ہوگا ورنہ زبان بھی روکے گی۔ زبان آنکھ ہر چیز اُسے روکے گی۔ لیکن یہ کوئی ذاکر قلبی یا ذکوریت والا ہی پہچان سکتا ہے۔ باقی الہام اور کئی ذرائع سے ہوتے ہیں جن کا کوئی اعتبار نہیں۔ یہ الہام جس میں ناری چیز اگر آئے تو ختم ہو جائے

یہ لطائف کے ذکر کے سبب سے ہے۔الہام کی شناخت محنت کی نہیں نصیب کی بات ہوتی ہے۔

ایک کشف جنات کے ذریعے، ایک فرشتوں کے ذریعے اور موکلان کے ذریعے ہوتا ہے۔لیکن سلطان باھوؒ فرماتے ہیں جو کشف تصورِ اسمِ ذات کے بغیر ہے باطل ہے۔کشف الہام اور بہت سے مقامات یہ سب اللہ اللہ کے طفیل ہیں۔اگر کسی کے پاس کشف ہے مگر اللہ اللہ نہیں ہے تو کشف کا کیا فائدہ؟ اس طرح تو افلاطون کے پاس بھی اتنا زبردست کشف تھا کہ وہ 500 میل دور تک بیٹھے طالب علموں کو کشف کے ذریعے تعلیم دیتا تھا۔

شریعت۔مقامِ شنید۔شریعت والے صرف سناتے ہیں کہ جنت ہے دوزخ ہے اور حضور پاک ﷺ حیات النبی ہیں۔

طریقت۔مقام دید۔طریقت والے سناتے نہیں بلکہ دکھاتے ہیں۔وہ دیکھو تمہارے آقا رحمت اللعالمین تشریف فرما ہیں

حقیقت۔مقام رسید۔حقیقت والے قدموں میں پہچاتے ہیں۔منزل ابھی ختم نہ ہوئی، پھر اس سے آگے،

معرفت۔مقام یافت۔معرفت والے ہیں جو کہ مرتبہ دِلاتے ہیں کہ آقا کب سے قدموں میں پڑا ہے۔کچھ عطا فرمایئے تب کہیں مرتبہ ارشاد ہوتا ہے۔

سوال کیا گیا کہ ذاکرین کی آپس میں رنجشیں کیوں ہو جاتی ہیں؟

ارشاد فرمایا: ابھی صرف ان کے دِل مل سکے ہیں۔جب یاھُو کا ذکر ہوگا اُس وقت دماغ بھی مل جائے گا۔جب تک دماغ نہیں ملے گا سلسلہ اسی طرح رہے گا۔تم نے دیکھا ہوگا کسی بات پر آپس میں رنجش ہو جائے تو آپس میں ایک دوسرے کو بہت کچھ کہیں گے اور دوسرے کے خلاف بہت کچھ کرنے کا پروگرام بھی بنالیں گے مگر دِل ملا ہوا ہونے کے سبب ذاتی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔لیکن جب دماغ اور دِل دونوں مل جائیں گے تب بھی ایک فرق رہ جائیگا وہ جلالی اور جمالی طبیعت کا ہے اور اسی طبیعت کی وجہ سے صحابہ کرام میں بھی تلواریں نکل آتی تھیں یعنی جلالی اور جمالی طبیعت کا فرق تھا۔حالانکہ ان میں کوئی تکبر، حرص، لالچ اور حسد وغیرہ نہیں تھا لیکن طبیعت کی وجہ سے آپس میں اختلاف ہو جایا کرتا تھا۔اس کا مطلب ہے جبل گردد جبلت نہ گردد (پہاڑ اپنی جگہ سے ہل سکتا ہے لیکن انسان کی فطرت نہیں بدلتی)

عرض کیا گیا کہ قرآن پاک کی آیت من کان هذهٖ اعمیٰ فهو فی الآخرةِ اعمیٰ (جو اس جہان میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا) کا مطلب کیا ہے؟

ارشادفرمایا: جو شخص یادِ الٰہی سے اس دُنیا میں اندھا رہا وہ وہاں ایسے تاریک مقام پہ ہوتا ہے کہ اگر دُنیا سے اُسے قرآن پڑھ کر کچھ تحفہ بھیجا جائے تو نہیں پہنچتا۔ بلکہ راستے میں ہی ختم ہو جاتا ہے۔تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کسی کے عمل کو ضائع نہیں فرماتا پھر یہ بات کس طرح سمجھ میں آئے۔ سُنا ہے کہ جس شخص کی موت معلق میں وقت سے پہلے ہو جائے تو اس کو فرشتے اوپر نہیں لے جاتے۔جس کی عمر 60 سال کی تھی 40 سال میں انتقال ہو گیا تو بیس سال تک وہ دُنیا میں رہ کر 60 سال میں اوپر جاتے ہیں۔ بے گناہ کے لئے یہ روایت ہے، گناہگار کے لئے نہیں۔

دیدارِالٰہی کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

خالق کائنات کا صفاتی دیدار تو مخلوق کو ہوگا لیکن ذاتی دیدار صرف اور صرف عشاقانِ خدا کیلئے ہے اور وہ میدانِ حشر میں نہیں بلکہ صرف اور صرف جنت الفردوس میں ہی دیا جائے گا۔جس لوگوں کے دِلوں پر اللہ کی جانب سے اسم ذات عطا کیا گیا ہے ایسا شخص عاشقانِ الٰہی میں جائے گا اور جنت الفردوس کا حقدار ہوگا۔جس کے دِل پر اسمِ ذات اللہ عطا ہو جائے اس کے حساب کتاب کو بند کر دیا جاتا ہے اور فرشتے پھر صرف اس کی حفاظت کے لئے اس کے ساتھ رہتے ہیں اور ایسے شخص کے سینے پر ایک ترازو نما کانٹا لگا دیا جاتا ہے جس سے باطن والے جب دیکھنا چاہیں تو پتہ چل جاتا ہے کہ اس وقت یہ تنزل میں ہے اور اب عروج میں ہے۔اسمِ ذات سنہرا رب کی طرف سے ہے کہ جس کے دِل پر نقش اسی کے لئے سرکار غوث پاکؒ نے فرمایا کہ بے خوف ہو جا۔

ارشادفرمایا یقین کے تین درجات ہیں: علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین

علم الیقین: یہ درجہ دنیا دار لوگوں کا ہے۔اس درجے والے کو دُنیا کا کاروبار کر کے کمانا ضروری ہے۔ چاہے جائز یا ناجائز، لیکن کرنا ضروری ہے۔تب اسے رزق ملے گا۔اگر اس درجہ والا اللہ پر بھروسہ کر کے گھر بیٹھ جائے یا ہاتھ پر ہاتھ دھر کے بیٹھ جائے

تو پریشان ہوگا اور بھوکا رہے گا۔

عین الیقین: یہ درجہ تارک دُنیا کا ہے۔ایسا شخص جو دُنیا میں رہنے کے باوجود دُنیا کے لوازمات اور لذات سے بے نیاز ہو جائے۔ ایسا شخص بھی کمائے گا ضرور لیکن جائز کمائے گا تو آسانی رہے گی لیکن ناجائز کمائے گا تو پریشان ہو جائے گا۔ بلکہ بھوکا رہ جائے گا۔یعنی ناجائز سے پھنس جاتے ہیں اور اگر جائز کمائیں تو ٹھیک رہتے ہیں۔ یہ بھی ہاتھ پر ہاتھ دھر کے اللہ کے بھروسے

والے نہیں۔ذاکرعین الیقین والوں میں سے ہو جاتا ہے۔اگرذاکرقلبی حرام کی روزی میں لگتا ہے تو پریشان ہو جاتا ہے۔

حق الیقین: یہ درجہ فارغ دُنیا ہے جن کے لئے کمانا یا کوشش کرنا منع ہے۔نہ جائز اور نہ ناجائز۔ بلکہ ان کے لئے قرآن کہتا ہے کہ ایسی جگہ سے رزق دیتا ہوں کہ کسی کے وہم وگمانمیں بھی نہیں آسکتا۔ایسا آدمی، یہ جس کونے میں بھی بیٹھ جائے اللہ انہیں بے حساب رزق دیتا ہے۔حق الیقین والے صرف اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

ارشادفرمایا: بولنے کی ایک مخلوق انسان کے پاس (اندر) ہے۔یہی وجہ ہے کہ گدھے اور دوسرے جانوروں کی آواز ایک طرح لیکن ہر انسان کی آواز الگ الگ کیونکہ سب میں الگ الگ مخلوقیں ہیں۔جبکہ زبانیں ایک جیسی ہیں۔

عرض کی گئی کہ جس طرح حج بدل والدین کا ممکن ہے، کیا ذکر قلب کا بدل بھی ممکن ہے؟

ارشادفرمایا: حج اُن والدین کا ممکن ہے جو جنت میں ہیں۔اگر دوزخی ہیں کچھ بھی پڑھیں راستہ بند ہے، بے کار ہے۔اب یہ کیسے پتہ چلے کہ جنت میں ہیں؟اگر پتہ چل جائے کہ جہنم میں ہیں تو پڑھیں گے نہیں۔ان کی اولاد ان کے لئے نہیں پڑھے گی اور جو پہنچا ہے جنتی ہیں تو بار بار توفیق ہوتی ہے، دِل چاہتا ہے ورنہ دِل ہی نہیں چاہتا۔رہا سوال (حضور ﷺ کے) اُمتی کا تو ایک نبی، عیسیٰؑ امتی بنیں گے۔اُمتی کے لئے دوزخ نہیں۔نبی کا بیٹا نبی نہیں، ولی کا بیٹا ولی نہیں، اُمتی کا بیٹا کیسے اُمتی اور مسلمان کا بیٹا کیسے مسلمان؟

ارشادفرمایا: جس طرح چائے کی پتی صدیوں سے تھی مگر پتہ نہیں تھا انگریز نے تحقیق کی کہ لوگوں کو پتہ نہیں انہوں نے اسکو پھیلا دیا ساتھ تعریف لکھی اور ہوائی جہاز اور ریلوں کے پلیٹ فارم پر دی پھر پتہ چلا، دیکھنے سے نہیں پینے سے پتہ چلا، پھر قیمت لگ گئی۔جو لوگ اسمِ ذات کو چکھتے ہیں وہی اس کے پیچھے لگتے ہیں۔پہلے جو مریض بھی آتا ہم کوشش کرتے شفا ہو نہ ہو ذکر میں لگ جائے اب جب قیمت لگ گئی جب تک خود نہ کہے ہم ذکر نہیں دیتے۔اصل طالب بہت کم ہیں۔لوگ درویشوں کے پاس جاتے ہیں کہ ہماری دُنیا سنور جائے۔سلطان صاحبؒ کہتے ہیں ہمارے پاس وہی آئے جو دُنیا کا دشمن اور اللہ کا دوست ہو۔صرف دین مانگو، دُنیا نہ مانگو۔آگے بھی دُنیا تمہیں چھوڑنی ہے۔جب ولیوں نے دُنیا چھوڑی اور رب ملا تو دُنیا سے پھر رابطہ اللہ نے رکھوایا۔اللہ اللہ میں لگنے کے بعد اگر خوشحال رہا تو تیرا امتحان نہیں ہوا، ابھی دوست نہیں ہوا۔پہلے امتحان پھر دوستی۔

فرمایا: دیدار اور وصل میں، وصل افضل ہے کیونکہ جس کو دیدارِ الٰہی ہوا تو وہ وقتی ہوا لیکن وصل والا وہی ہے جس کے جسم میں جُسہ توفیق الٰہی (اللہ کے ایسے انوار جو جُسے کی شکل اختیار کر لیتے ہیں) مستقل داخل ہو جاتا ہے اسی کے لئے اللہ فرماتا ہے کہ

اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں۔ وصل والے ہی کی زبان سے نکلتا ہے ”میں اللہ ہوں“۔ پہلے ایک وقت تھا کہ ہم لوگوں کو کھینچتے تھے لیکن اب بے رُخی بڑھتی جارہی ہے۔ایک مولوی صاحب حیدر آباد سے آئے۔ہم نے اُلٹے ہاتھ سے پانی پیا تاکہ یہ دیکھ کر وہ راغب نہ ہو اور بھگا دیا۔اگر ایسا ہوتا ہو کہ ذاکرین پریشان نہ ہوں تو سمجھ لیں کہ انہیں قبلو نہیں کرنا چاہتے۔

انجمن میں ابھی سب ذاکر سالک ہیں۔راہِ فقر کے مسافر، ابھی کسی کا ذکر بہتر ہزار کسی کا کم لیکن با مرتبہ تب بنو گے جب دیدارِ الٰہی میں جائیں گے۔ابھی صرف سالک ہو جیسا کہ کراچی کے مسافر۔

ارشاد فرمایا: ایک ہدایت کتاب سے اور دوسری نور سے ہے۔تمہاری لائن نور والی ہے۔اگر کسی شخص کے 10 سال کے گناہ ہیں اور صرا ابھی 3 سال میں ذکر کیا ہے جب تک غلطیاں ختم نہ ہونگی ذکر اُن کا کفارہ کرتا رہے گا، ترقی نہ ہوگی۔ جب تک نیکیاں گناہوں سے زیادہ نہ ہو جائیں صفائی کیسے ہوگی۔اس لئے اس لائن میں نماز کی اور ذکر کی پابندی اور شریعت کی صحیح ایک سال کی پابندی سے انسان بہت جلد صرف ایک سال میں وہاں پہنچ سکتا ہے جہاں ظاہری عبادت والے سوچ بھی نہیں سکتے لیکن پھر یہ اس لائن میں آنے کے بعد بھی غلطیاں کرتے ہیں ذکر ان کا کفارہ کرتا رہتا ہے اور انہیں ترقی کیلئے عرصہ دراز لگ جاتا ہے۔ اس لائن میں یعنی ذکر قلب اور راہِ فقر حاصل کرنے کے لئے بڑی کڑی شرائط تھیں تب جا کر ذکر قلب جاری ہوتا تھا کیونکہ یہ راہِ فقر کی پہلی سیڑھی ہے۔اول ملامت کیلئے گداگری، بھیک منگواتے تھے، دوئم کوئی غلطی ہوتی تو ننگا کر کے شہر کے بیچ میں بٹھاتے تھے تاکہ نفس مزید رسواء ہو۔تیسرا بھوکا رکھتے تھے۔اس زمانے میں کوئی ایسا طالب نہیں اس لئے اس ڈیوٹی کو قبول کرتے وقت پہلے ہم نے یہ تینوں کڑی شرائط معاف کرائیں تب جا کے یہ ذکر قلب عام ہوا۔جس طرح طالب مُرشد کامل کو تلاش کرتا ہے، چاہتا ہے۔اسی طرح مُرشد طالبِ صادق کو تلاش کرتا ہے۔

ارشاد فرمایا حضور پاک ﷺ کو رب کا دیدار اس دُنیا میں 3 مرتبہ ظاہری اور 33 مرتبہ روحانی ہوا۔آپ ﷺ کا دیدار (الٰہی) دُنیا کے تمام لوگوں کے (اللہ کے) ہزاروں دیدار سے افضل ہے کیونکہ ظاہری ہے۔آپ ﷺ کو دیدار اس لئے کم ہوئے کہ دین کی تبلیغ کرتے تھے اور دیدار سے آپ ﷺ مست ہو جاتے تھے۔

ارشاد فرمایا: اللہ کے عاشقوں میں عاشقِ نظار، عاشق دیدار، عاشقِ ہوشیار اور عاشقِ انتظار ہوتے ہیں۔

عاشقِ نظار، جسے رب دیکھے وہ صرف حضور پاک ﷺ تھے۔عاشقِ دیدار، دیدار میں مست۔عاشقِ ہوشیار، جو دُنیا میں بھی اور

دیدا میں بھی۔عاشقِ انتظار، جو ابھی دیدار سے محروم روتا ہی رہتا ہے۔

عشقِ مجازی کے متعلق فرمایا ہر شخص میں ہوتا ہے۔گناہ نہیں اگر یہ رب سے غافل نہ کرے کیونکہ یہ اپنے عروج پہ جا کر عشقِ نفسانی سے عشقِ حقیقی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔کچھ لوگ اسے دُنیا کے مال، اولاد میں ضائع کرتے ہیں اور عروج پر پہنچ کر اکثر نفسانیت کا شکا ہو جاتے ہیں۔بہت کم لوگ عشقِ حقیقی تک پہنچتے ہیں۔کچھ ازلی گناہ انسان کی تقدیر میں لکھے ہوتے ہیں جنہیں کامل مُرشد ظاہر کے بدلے خواب میں واقع کرتا ہے جیسا کہ غوث پاکؒ کے مرید کا واقعہ کہ پہلی ملاقات میں بیعت کے بعد خواب میں 70 عورتوں سے زنا کیا۔اب تمہیں پتہ نہیں کہ کونسا گناہ ازلی ہے اس لئے گناہ سے بچنے کے لئے حکم دیا جاتا ہے۔احتیاط کرنی چاہیے۔اجتناب کرنا چاہیے۔لوگ جو قضائے عمری ادا کرتے ہیں وہ ہر ایک کے لئے نہیں صرف مجاہدین جو جہاد کی وجہ سے نماز پڑھنے سے معذور ہو گئے تھے ان کیلئے اور خاص بندوں کے لئے ہے۔قضائے عمری صرف اجازتِ خاص سے پڑھی جاتی ہے۔کیونکہ ہر نماز کے فرشتے صرف اس وقت تک رجسٹر لے کر نیچے موجود رہتے ہیں جب تک اس نماز کا وقت ہو اس کے بعد جس نے حقیقت نماز ادا کی وہ بھی اور جس طرح بھی ادا کی وہ لکھ کر لے جاتے ہیں۔آگے رب کی مرضی۔گناہوں سے بچنے کی تدبیر کرنے والے لوگوں کو اللہ پسند فرماتا ہے۔

ارشاد فرمایا: ہم تم کو بیعت اس وجہ سے نہیں کرتے کیونکہ بیعت کا مقصد بک جانا ہے۔اور جب بیعت ہو گئی تو تمہارے ہر عمل میں ہمارا بھی حق ہو گیا۔یہاں تک کہ تمہاری نمازیں اور گناہ بھی ہمارے اور تمہارے کمائی میں بھی ہمارا حصہ ہو گیا۔دوسری بات، بیعت کے بعد چوں چراں بہت ہی بڑا جرم ہے۔اگر مُرشد کی ذرا سی بات پہ چون و چراں کی یا غلط گمان کیا بیعت ٹوٹ گئی۔لیکن نسبت میں چون و چراں بھی کر لی تو بچت ہے۔ہمیں کیونکہ اس وقت دُنیا میں کوئی شخص ایسا نظر نہیں آتا جو بیعت کے قابل ہو،اس لئے ہم صرف فیض دیکر نسبت قائم کرتے ہیں تاکہ اُمت مستفیض ہو سکے۔جس طرح بیوی اور کنیز کام ایک ہی کرتی ہیں مگر شریعت میں جائیداد کی حقدار صرف بیوی اور اولاد ہے۔لیکن کنیز اور اس کی اولاد جائیداد کی حقدار نہیں، وارث نہیں۔اسی طرح بیعت اور نسبت کام بالکل ایک کرتی ہیں لیکن بیعت میں مُرشد کا فائدہ ہے اور نسبت میں غلام کا زیادہ فائدہ اور بچت ہے۔

13 دسمبر، 91 کوٹری شریف میں ایک نشست کے دوران ارشاد فرمایا: اب تم لوگ سوچو گے کہ ہم اللہ ھو کا ذکر کریں گے تو فراڈ چھوڑنا پڑے گا۔نماز بھی پڑھنی پڑے گی اس لئے اس اللہ ھو کو ہی چھوڑ دیں کیونکہ تم نماز نہیں پڑھ سکتے (غلبۂ شیطانی کی

وجہ سے) لیکن یقین کرو جب یہ اللہ ھو دِل میں جائے گا سب کام آہستہ آہستہ خود کروا لے گا۔ اگر حکم دیا تو کیا مزہ؟ مزہ جب ہے کہ بغیر حکم کے ہی دِل کہے کیونکہ نماز تو وہی ہے جو دِل کہے۔

ارشاد فرمایا: ذکر خفی، ذکر حبس دم، ذکر جہر وغیرہ، عبادت ہیں۔ یہ مقامِ مسلم ہے۔

ذکرِ قلبی، جُسۂ قلب یا لطیفۂ قلب کے ذریعے نس نس میں ذکر جاری و ساری ہو جانا، روحانیت ہے، یہ مقام مومن ہے۔

جسم یا اندر کی کسی بھی مخلوق پر اللہ کی تجلی پڑنا، ولایت ہے۔ یہ مقام ولایت ہے۔

تمام اذکار، خفی، حبس دم، جہر وغیرہ کسبی ہیں مگر ذکر قلب عطائی ہے جو انسان کے بس میں نہیں۔ باقی تمام افکار کا تعلق عمل سے ہے۔ ذکر خفی کا تعلق عبادت سے ضرور ہے پر روحانیت سے نہیں۔

فرمایا تم اللہ کی طرف آ کر تو دیکھو۔ دیکھو وہ تم سے کتنا پیار کرتا ہے۔ عرض کی گئی کہ اللہ سے محبت بھی کرنا چاہیے لیکن اگر بدنے کے اندر خامیاں ہوں تو وہ کیا کرے؟ فرمایا یہ سب کچھ منجانب اللہ ہی ہوتا ہے وہی ذہن میں ڈالتا ہے۔ جب ہم پہلے سال چلے میں گئے تو وہاں گھر بار بچے یاد آئے پھر بالکل بھول گیا۔ دوسرے سال پھر سوائے اس کی ذات کے کوئی اور یاد بھی نہ آتا تھا ہم کہتے تھے کہ اب سوائے اس کے کوئی ہمارا نہیں ہے۔ پھر ہم اس کے عشق میں رویا کرتے پھر جب دُنیا میں آنا تھا سمجھے کوئی غلطی ہوگئی ہے لیکن دُنیا میں بھیجنا تھا ناں۔ اگر ہم روتے رہتے پھر یہ دُنیا کا کام نہ کر پاتے۔ فرمایا کہ خود بخود ذہن تبدیل ہوتا ہے۔

فرمایا پہلے ہمارا بیٹا (بابر)، اگر کوئی اس کا تذکرہ بھی کرتا تو ذہن کو غصہ آتا تھا سال بھر میں خود بخود ذہن میں تبدیلی ہوئی کہ اب ہمیں کوئی بات بُری نہیں لگتی۔ پہلے ہم نے اس کو نیا موٹر سائیکل لیکر بھیجا، جب ہم پیر پھُلائی (گوجر خان) کی طرف جا رہے تھے کہ راستہ میں یہ موٹر سائیکل لے کر آیا تو ہم نے اسے گلے لگا لیا۔ یہ سب منجانب اللہ ہی ہوتا ہے۔ رحمٰن کی طرف سے۔

عرض کی گئی کہ سرکار اللہ کی وہ کون سی نظر ہے جس کے ملنے سے عشق آجاتا ہے۔ فرمایا وہ خاص نظر ہے۔ یہ دُنبے (ذاکرین) کھڑے ہیں جو تیار ہو جائے اُس پر اُسکی نظر پڑ جاتی ہے اور عشق آجاتا ہے۔ فرمایا کہ تم یہاں آتے ہو.............. خالی ہاتھ......اُلٹا لنگر.........ہم یہ سب کیوں کرتے ہیں؟ تا کہ تم اللہ کی طرف آجاؤ۔

عرض کی گئی: کیا عابد و زاہد گناہگار ہو سکتے ہیں؟

ارشاد فرمایا: وہ چوبیس گھنٹے کے گناہگار ہیں، گو اگر وہ مسجد میں بھی ہیں، نماز میں بھی اور قرآن پڑھتے ہوئے بھی گناہگار ہیں جبکہ ذاکر قلبی چوبیس گھنٹے کا عبادت گزار ہے کیونکہ اسکا دِل اللہ اللہ کر رہا ہے اور عابد زاہد کا دِل تکبر کا شکار ہے۔

پنڈی کے ذاکرین نے مزار پر جانے کے بارے میں سوال کیا تو ارشاد فرمایا کہ انہیں ہم پر یقین نہیں ورنہ وہ ہاں نہ جائیں۔ فرمایا کہ سمجھ نہیں آتی لوگ حقیقت کو چھوڑ کر زندہ کو چھوڑ کر مزار پر کیا لینے جاتے ہیں جبکہ وہاں پر ادنیٰ سے ادنیٰ جُسہ ہوتا ہے، اعلیٰ جُسے تو حضور پاک ﷺ کی محفل میں ہوتے ہیں۔ تم یہاں آنے سے پہلے ہی ارادہ کر لیتے ہو کہ ٹھٹھہ جانا ہے پھر ہم سے پوچھتے ہو کہ اذن ہو جائے۔ ایسے اجازت نہیں ہوتی۔ اگر ہم خود تمہیں بھیجیں تو اجازت ہوگی ناں۔ عرض کی گئی کہ پھر مزار پر ذکر تیز کیوں ہو جاتا ہے؟ فرمایا اگر کوئی شخص بغداد سے آئے تو تم اسے اچھا کھلاؤ گے تاکہ غوث پاک کے شہر سے آیا ہے۔ اسی طرح وہ تم پر نظرِ کرم کرتے ہیں ہماری نسبت دیکھ کر۔

رجوعاتِ خلق کے بارے میں بات کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ابھی کچے گھڑے ہو تم، اس لئے ہم تمہیں باہر نہیں نکال رہے جب پکے ہو جاؤ گے پھر نکالیں گے تو لوگ ٹھوک بجا کر دیکھیں گے۔

خادم بشیر بابا سے فرمایا: آپ جھک کر سلام نہ کیا کریں۔ فرمایا آپ اوپر کھانا نہ لایا کریں ہم سیڑھیاں چڑھ کر تھک جاتے ہیں آپ بھی تھک جاتے ہونگے۔

ارشاد فرمایا: مولوی کو ذکر کا پتہ بھی ہوتا ہے۔ وہ خود بھی لوگوں کو بتاتا ہے لیکن خود عمل نہیں کرتا۔ جیسے بسم اللہ پڑھ کر شاگرد تو دریا پار کر گیا اور مولوی ڈر کر ڈوبنے لگا۔ فرمایا محبت کمزور ہوتی ہے، عشق طاقتور ہوتا ہے۔ محبت آہیں سسکیاں بھرتی رہتی ہے عشق طوفان کی مانند ہوتا ہے، اندھا ہوتا ہے۔

عرض کی گئی: مولوی کہتے ہیں دوزخ میں پیپ.........

ارشاد فرمایا: چھوڑو، دوزخ کی بات نہ کرو۔ ہمارا تعلق محبت و عشق سے ہے۔ عشق کی جنت کی بات کرو۔ جنت میں تمھارے لئے......براق، رف رف، گھوڑیاں......فرمایا ہم نے تمہیں جنت کی گارنٹی دے دی ہے۔

ارشاد فرمایا: مُرشد کے سامنے کان بنو، زبان نہ بنو۔ حکم اور رضا کے تابع رہو۔ اپنی سوچ اپنا دماغ اپنی عقل استعمال نہ کرو۔ سوچ کے ساتھ شیطان اندر داخل ہو جاتا ہے۔ تم بک گئے ہو۔ بکی ہوئی چیز کی اپنی مرضی اپنی ملکیت نہیں ہوتی۔ مالک کی مرضی ہے رکھ لیں یا توڑ دیں یا پھینک دیں۔

ذاکرین نے کسی ولی اور عملیات والے کے پاس جانے کا پوچھا تو ارشاد فرمایا: جب سمندر تمہارے پاس ہے پھر ندی نالوں کے پاس کیوں جاتے ہو؟ فرمایا غیر کی صحبت میں نہ جایا کرو۔ ایک لڑکا اخوان کا جلسہ سننے گیا۔ فرمایا نہ جایا کرو۔ دجال کو

بھی لوگ صرف دیکھنے جائیں گے اور ایمان گنوا بیٹھیں گے۔

گھمکول شریف والوں کے خلیفہ گوجر خان آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فرمایا: اُس (زندہ پیر گھمکول شریف) نے تمہیں پیر بنایا ہے ہم تمہیں فقیر بناتے ہیں۔ پھر اُنہیں ذکر کا اذن اور کشف وغیرہ عطا کیا اور فرمایا بندے ادھر نہ لانا۔

عرض کی: پہلے رونا آتا تھا اب رونا ختم.....؟ ارشاد فرمایا: اگر رونا چاہتے ہو تو ہم ذکر قلب واپس لے لیتے ہیں۔ بولا نہیں فرمایا پہلے تم خوف سے روتے تھے اب محبت میں آنسو آئیں گے۔ جب دوست دوست کے پاس بیٹھتا ہے تو اُس وقت وحشت ہوتی یا اُنسیت؟ ہم پہلے تم کو مناتے ہیں پھر اللہ کو۔ پھر تمہاری دوستی کراتے ہیں۔

قاضی فاروق راز سے فرمایا: تم اپنا تصرف نہ کیا کرو۔ جب ہم (خدانخواستہ) جائیں گے تو اُس وقت اپنا تصرف استعمال کرنا۔ اب ہمارا تصرف چلتا ہے۔ یہ الفاظ جلال سے فرمائے تو تمام گارڈز اور قاضی فاروق راز بھی رونے لگا۔

مُرشد پاک گوجر خان میں پہلے دس دِن جلال اور بے نیازی کی کیفیت میں رہے۔ زلفیں کھلی، تہبند اور بنیان میں رہے۔

8 جون، 99 کو گوجر خان میں فرمایا: حضور پاک کو کوئی قتل تو نہیں کر سکتا تھا مگر آپ مصلحتاً 3 دِن غارِ ثور میں چھپ گئے تھے اسی طرح ہم بھی مصلحتاً کچھ عرصہ روپوش رہیں گے۔

پنڈی کے ایک ذاکر نے عرض کی کہ فلاں بات دوبارہ بتا دیں۔

ارشاد فرمایا: اگر تم (میری) باتیں یاد نہیں رکھتے ہو تو نادانی ہے ناں۔

عرض کی گئی؛ جو روحیں اللہ سے دور تھیں وہ عورتیں بنیں اُن کا کیا قصور تھا؟

ارشاد فرمایا: جو لوگ اب ذرا فاصلے پر بیٹھے ہیں ان کا کیا قصور ہے؟ جنہوں نے کوشش نہ کی اور پیچھے رہ گئیں وہ عورتوں کی روحیں تھیں

ارشاد فرمایا: ہم طوطے کی طرح پنجرے میں بند ہیں۔ پس وہ (اللہ) ہمیں کہتا رہتا ہے اب یہ کہو اب یہ کہو۔ اُس نے ہمیں پھنسا دیا ہے۔ ورنہ روٹی تو ہمیں یہاں بیٹھے مل ہی رہی تھی۔ (عاجزی سے فرمایا) ہمارا دِل بھی نہیں کرتا لوگوں سے ملنے کو مگر پھر دیکھتے ہیں کہ لوگ آ گئے ہیں تو مل لیتے ہیں کہ شاید کوئی اللہ کی محبت والا ہو۔

قاری ہاشم سے فرمایا: تم کس بات سے بدظن ہو؟ اُس نے عرض کی امام مہدی کی بات سے۔ فرمایا ہم نے کب کہا ہے کہ ہم امام مہدی ہیں۔ تمہارے متعلق کوئی کہے کہ قاری ہاشم کالی ٹوپی پہن کر آ رہا ہے اگر تم سفید پہن کر آ جاؤ تو کیا ہم تمہیں تسلیم

www.asiinternationals.com

کرنے سے انکار کردیں گے، کیا نکال دیں گے؟ پھر وہ خاموش ہو گیا ورنہ وہ کافی بحث کر رہا تھا۔

ارشاد فرمایا: امام مہدی بھی چودھویں صدی کا ہے۔ وہ چالاک ہے، اگر پہلے کا ہوتا تو پھنس جاتا۔ جیل میں ڈال دیتے۔ 1976 کا قانون.... یہ تحفہ جیل کا دیں گے امام مہدی کو..... سعودیہ کا قانون۔ اب اُسے (امام مہدیؑ) کو جیل جانے کی کیا ضرورت ہے۔

عرض کی گئی: حکومتیں آپ سے خوفزدہ ہیں۔

ارشاد فرمایا: ہاں، کوئی ہمیں جادوگر سمجھتا ہے اور کوئی کہتا ہے کہ بہت بڑا ہپناٹائزر ہے۔ فوج میں، بڑے بڑے افسروں میں اور حیدر آباد میں بھی یہ بات مشہور ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر کام ہو تو خود نہ جانا کسی سپاہی وغیرہ کو بھیج دینا کہ جادو ہو تو اُس پر ہو ناں۔

چاند اور حجر اسود پر شبیہ کے بارے میں بات کرتے ہوئے فرمایا: اب ہم ہندوؤں کو ذکر دے رہے ہیں تو وہ چاند کی تصویر کو مان کر ہمیں مانتے ہیں ناں ورنہ ہندو وہ قوم ہے کہ اگر مسلمان پاس سے گزر جائے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ناپاک ہو گئے۔ نہ مسلمانوں کے برتن میں کھاتے ہیں نہ ہاتھ ملاتے ہیں۔ اگر ہماری چاند میں تصویر نہ ہوتی تو وہ ہمیں مندر میں نہ بلاتے۔ پھر اُنہوں نے ہمیں مان کر اپنے گھروں سے مورتیاں وغیرہ کی تصاویر اُتار دیں ہم نے منع کیا کہ نہ اُتارو۔ دوبارہ لگاؤ تاکہ تمہارے رشتہ دار وغیرہ تمہاری طرح مشن میں آجائیں۔ ہمیں پتہ لگا کہ ہندوستان میں جنہیں ہم نے ذکر دیا تھا وہ کلمہ کا ذکر کر رہے ہیں ہم نے فوراً منع کر دیا۔ مسلمانوں نے اعتراض کیا کہ یہ کلمہ سے روکنا ہے۔ ہم نے ہندوؤں سے کہا کہ ابھی تم "محدود" ہو ابھی یہ ذکر نہ کرو جب تم "معدود" ہو جاؤ گے تو پھر یہ ذکر کرنا ناں۔ پھر تمہیں فائدہ ہوگا۔ فرمایا: جب ہم نے اللہ کو پالیا تو ایک چلہ ہم نے عورتوں کو سمجھنے کے لئے کیا مگر ہم عورتوں کو نہ سمجھ نہ پائے۔

ارشاد فرمایا: اللہ کو بدھوؤں کی نہیں چالاک بندوں کی ضرورت ہے۔ جس کو اپنا کرتا ہے اسکو پہلے دُنیا کے چلوں سے گزارتا ہے تاکہ بعد میں دُنیا دارا سے دھوکہ نہ دے سکیں۔

ارشاد فرمایا: ذاکرین پر حجاب اور پردہ ہے۔ عشق والوں کو بھی پتہ نہیں کہ وہ عشق والا ہے۔

زیتون کی قسم کے بارے میں ارشاد فرمایا: لوگ سمجھتے ہیں کہ امرود کی طرح کا پھل۔ نہیں۔ وہ مقام جہاں کوہِ طور پر کھڑے ہو کر موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے تھے۔

اسی طرح والعصر کی قسم کے بارے میں ارشاد فرمایا: عصر کی قسم کا مطلب معراج کی شب ملاقات کا وقت۔ لیلۃ القدر کی ارواح بھی اسی وقت آتی ہیں۔ فرمایا جو لوگ عصر شام کا وقت سمجھتے ہیں اگر وقت کی قسم کھانی ہوتی تو تہجد کے وقت کی کھاتے ناں، وہ مقدس ہوتا ہے۔ تم عصر کے وقت تہجد پڑھتے اگر اسی وقت کی قسم کھائی ہوتی۔

ارشاد فرمایا: جنت بھی عذاب ہے کیونکہ وہاں وہ لوگ ہونگے جو ذات سے علیحدہ ہیں اور ذات سے علیحدہ ہونا بھی عذاب ہے چاہے جنت ہو یا دوزخ۔ جو بندہ اللہ کی طرف بڑھتا ہے اللہ اُس کی ہمت توڑنے کے لئے رکاوٹیں کھڑی کرتا ہے۔ پھر وہ شخص جب تمام رکاوٹیں عبور کر کے وہاں پہنچتا ہے پھر محبوب بنتا ہے۔

ارشاد فرمایا: وفاداری سب سے بڑا وصف ہے۔

ارشاد فرمایا: جنگوں کے بارے میں ولیوں میں صلاح مشورے ہو رہے ہیں۔ ایک کہتے ہیں شروع کرا دو تا کہ لوگ مریں باقی توبہ توبہ کریں ایک کہتے ہیں خوامخواہ لوگ مارے جائیں گے۔ فرمایا: 100 گیدڑ سے 2 یا 4 شیر اچھے ہیں۔

ارشاد فرمایا: محبت و عشق میں فرق یہ ہے کہ محبت میں شعور ہوتا ہے، عشق لاشعور ہوتا ہے۔ محبت یک طرفہ بھی ہو سکتی ہے، عشق جب وہ (اللہ) چاہتا ہے تو ہوتا ہے۔

عرض کی گئی: جو لوگ اللہ کو چاہتے ہیں تو وہ جنت الفردوس میں ہونگے اور جن کو اللہ چاہتا ہے؟

ارشاد فرمایا: وہ بھی وہیں ہونگے فرق اتنا ہے کہ جو اللہ کو چاہتے ہیں انہیں محبت، ریاضت 12 سال، 24 سال، 36 سال کرنا پڑتی ہے پھر اللہ محبت سے دیکھتا ہے اور جس سے اللہ محبت کرتا ہے انہیں ایک رات میں معراج کرا دیتا ہے۔ یعنی انہیں کم محنت کرنا پڑتی ہے۔

پریس رپورٹر نے عرض کی: آپ اللہ کے ولی ہیں، دُنیا میں اتنی تباہی بربادی بے چینی وغیرہ ہے۔ اس کا تدارک کریں۔

ارشاد فرمایا: ہم تو دعا کر سکتے ہیں۔ اُس نے عرض کی نہیں، آپ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ فرمایا: ہم اللہ کے کاموں میں مداخلت نہیں کرتے۔ فرمایا: حضرت ابوالحسن خرقانی کے زمانے میں قحط پڑا۔ آپؒ نے ایک علاقہ سے غلہ کے اونٹ لدوائے۔ جب وہاں سے جانے لگے تو آواز آئی کہ تم ہم سے زیادہ ہماری مخلوق کے خیر خواہ ہو، تمہیں زیادہ فکر ہے۔ ہم انہیں غلہ نہیں دے سکتے۔ پھر آپ واپس آ گئے۔

ارشاد فرمایا: حدیثوں میں علماء نے جھوٹ شامل کر لیا ہے۔اب ہر چیز میں ملاوٹ ہے۔قرآن کے ترجمے میں بھی ملاوٹ ہے فرمایا یک انگریز نے ہمیں ایک بات سے پکڑا کہ ذولقرنین نے کہا کہ میں دیکھوں گا کہ سورج کہاں غروب ہوتا ہے ۔جب بھاگتا رہا آخر ایک جگہ دیکھا کہ سورج دلدل میں غروب ہو رہا تھا۔انگریز نے کہا سورج تو غروب ہی نہیں ہوتا ہے، تمہارا قرآن کیسے کہتا ہے؟ کہا ترجمہ کی غلطی ہے ناں۔یوں کہنا چاہیے کہ میں نے دیکھا کہ سورج دلدل کی طرف ہو گیا ہے۔اب سائنس بھی ساتھ ساتھ ہے اسکے علم کی بھی پرکھ کرنی ہے۔فرمایا: آٹا میں ملاوٹ ہے تو پیٹ خراب ہو رہے ہیں۔دین میں حدیثوں میں ملاوٹ ہے تو ایمان خراب ہو رہے ہیں۔

عرض کی گئی: کیا وہاں (جنت میں) آپ سے ملاقات ہو سکے گی؟

ارشاد فرمایا: ہم باہر گئے تو ائیر پورٹ پر ہمارے پاسپورٹ کو خوب اچھی طرح دیکھا بھالا اور کچھ اور (لوگ) پاس سے گزر گئے۔پوچھا یہ کیوں؟ بولے، یہ ہمارے اپنے آدمی۔ پھر (وہاں) جو ہمارے ہونے ہم انہیں نکال لیں گے ناں۔اب جیسے یہاں قانون ہے آپ نے باہر جانا ہے تو کوئی آپ کو سپانسر لیٹر بھیجے تو آپ باہر جائیں گے۔اسی طرح اوپر بھی نظام ہے۔ وہاں سفر کے لئے براق اور رف رف وغیرہ ہیں۔

عرض کی گی کہ لوگ بیوی بچوں اور کاروبار سے اتنی محبت کیوں کرتے ہیں اللہ سے کیوں نہیں کرتے؟

ارشاد فرمایا: اندر شیطان ہے ناں۔وہ نہیں کرنے دیتا۔اُس کو ذکر کے نور سے نکال۔پاک جسم میں پاک چیز ٹھہرتی ہے۔

ارشاد فرمایا: برمودا ٹرائی اینگل میں شیطان اپنی اصل صورت میں مجلس کرتا ہے وہ اس کا علاقہ ہے۔لہٰذو وہ نہیں چاہتا کہ کوئی اس کو اصلی صورت میں دیکھے۔لہٰذا وہ ہر چیز غرق کر دیتا ہے۔پہلے انگریز سمجھے کہ شاید مقناطیسی پہاڑوں کی وجہ سے جہاز غرق ہو جاتے ہیں، اُس نے پلاسٹک کے جہاز بھیجے۔وہ بھی غرق ہو گئے۔

اذان کے بعد جو دعا مانگی جاتی ہے اس کے بارے میں ارشاد فرمایا: کیونکہ T.V پر دیوبندیوں کا قبضہ ہے وہ حضور پاک ﷺ کی معراج کو جسمانی نہیں روحانی سمجھتے ہیں حالانکہ مقام محمود آپ ﷺ کی ظاہری زندگی میں طے ہو گیا۔یہ اگلی نسلوں کے لئے غلط بات ہے اس کو ختم کرنا ہوگا۔

ارشاد فرمایا: والہانہ عاشق مار کھا جاتا ہے۔عاشق ہوشیار کامیاب ہوتا ہے۔

عرض کی گئی: کشف کیا ہے؟

ارشاد فرمایا: فقر کا 17 واں درجہ۔ 83 درجے اور ہیں۔ لیکن شیطان کا بہت عمل دخل ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو حالتِ نماز میں شیطانی کشف ہوتا۔ وہ اس کو اللہ کا الہام سمجھتا۔ مراقبہ میں جسم سوتا ہے، کشف میں جاگتا ہے۔ آنکھیں بند کر کے T.V سکرین کی طرح نظر آنے لگتا ہے۔ تمام ولیوں کو فرشتوں کے ذریعے الہام ہوتا ہے۔ فرشتے کان میں کہتے ہیں۔ خاص کو دِل میں تحریر اللہ کی طرف سے نظر آتی ہے۔

عرض کی گئی اللہ کی رضا کیسے حاصل ہو؟

ارشاد فرمایا: یہ اک مقام ہے راضیہ مرضیہ کا۔ اب تجھے کیا معلوم۔ یہ اک معاہدہ ہوتا ہے، اللہ اور بندے میں۔ پہلے بندہ اللہ کی تمام باتیں مانتا ہے پھر اللہ بندے کی۔

عرض کی گئی: کیا ذاکرین اس مقام پر پہنچے ہیں؟ فرمایا ابھی نہیں۔ اس مقام کے ولیوں کا آپس میں ٹکراؤ بھی ہو جاتا ہے۔ مثلاً شاہ شمس سبزواری اور بہاؤالدین ذکریا۔

عرض کی گئی: نعت سن کر رونا نہیں آتا قصیدہ سن کر آ جاتا ہے۔

ارشاد فرمایا: اُس کا تعلق صرف ہم سے ہوگا ناں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کو گنہگار کے آنسو پسند ہیں۔ موسیٰؑ نے پوچھا کونسی عبادت پسند ہے فرمایا تو وہ نہیں کر سکتا، مجھے گنہگار کے آنسو پسند ہیں۔ اب تم سے گناہ سرزد ہوتا ہے تو کبھی نہ کبھی روتے ضرور ہو گے۔

عرض کی: دُنیاوی مشکلات سے لوگ رو اُٹھتے ہیں۔ فرمایا نہیں۔ جو صرف اُس کی یاد محبت یا گناہ کی معافی میں روئے۔

عرض کی گئی: کیا اللہ کو صرف آنسو چاہیں؟

ارشاد فرمایا: نہیں، اللہ تم سے زیادہ سیانا ہے۔ وہ نیتوں کو دیکھتا ہے۔ فرمایا لعل باغ میں ایک شخص جو 40 سال سے تھا، ہماری عمر اُس وقت 34 سال تھی، بولا تم کدھر آ گئے ہو۔ ہر کوئی قلندر نہیں بن سکتا مجھے 40 سال ہو گئے ہیں، ہر چیز قربان کی اللہ پھر نہ ملا۔ اللہ سے پوچھا، جواب ملا اسی سے پوچھو۔ میں نے پوچھا جب تم یہاں آئے نیت کیا تھی؟ بولا جب اللہ مل جائے 12 سال میں، 20 سال میں، پھر سونے کے محل ہوں لنگر جاری ہو۔ فرمایا وہ اپنی نیت کی وجہ سے بیٹھا ہوا ہے اُدھر۔ ہم تین چار سال میں اپنا کام کر کے چلے گئے۔ اللہ نیتوں کو دیکھتا ہے۔

عرض کی گئی: سلطان باھوؒ نے فرمایا، اک دفعہ دِل اللہ کرے تو 72 ہزار ظاہری قرآن پڑھنے کا ثواب ہے، تو کیا ہم وہ ثواب کسی کو بخش سکتے ہیں۔

ارشاد فرمایا: جو فرائض سے زیادہ ہو وہ دے سکتے ہیں۔ مثلاً پانچ ہزار سے زائد، پچیس ہزار سے زائد، پچھتر ہزار سے زائد ہو تو (یعنی ذاکر کے مرتبے پر منحصر ہے کہ وہ کس درجے میں ہے)۔

عرض کی گئی: ایک لڑکی نے پکارا غوث پاکؓ مدد کو آئے تو ذاکر کیسے پکاریں تو آپ آئیں گے؟

ارشاد فرمایا: غوث پاکؓ ہر بار تو نہیں آتے ہونگے، کبھی آ بھی جاتے ہونگے۔ فرمایا جب ازلی تقدیر کا مسئلہ ہو تو ولی نہیں آتا، معلق میں مدد کرنے آجاتے ہیں۔ پھر حضرت امام جعفر صادقؓ کا واقعہ بیان فرمایا کہ بادشاہ نے طلب کیا تو ایک اژدہا حفاظت کے لئے ساتھ نظر آیا اور جب وقت آیا تو انگوروں میں زہر دے دیا گیا۔

ارشاد فرمایا: بخشش کے لئے محبت و عشق ہونا کافی ہے۔ اللہ قربانی مانگتا ہے، گناہ کر سکتا ہو مگر نہ کرے۔ عیاشی کر سکتا ہو مگر نہ کرے۔ جوانی کی قربانی۔ پھر شعر پڑھا: وقتِ پیری گرگ ظالم مے شود پرہیز گار۔ فرمایا، پاک جسم میں ناپاک چیز نہیں ٹھہرتی اور ناپاک جسم میں پاک چیز نہیں ٹھہرتی۔ ہم اُس سجدے کے خلاف ہیں کہ سر سجدے میں ہو اور دِل دُنیا میں ہو۔ جو دِل میں آجائے اُسی سے محبت ہو جاتی ہے۔

عرض کی گئی: اللہ نے خود نفس جسم میں ڈلے ہیں پھر گناہ کرتے بندے کا کیا قصور؟

ارشاد فرمایا: تمہارے ساتھ وہی سلوک ہو رہا ہے جو تم اوپر کر آئے ہو۔ جنہوں نے وہاں اللہ کو طلب کیا یہاں اُن کے اندر اللہ والے نفس ڈال دیئے جنہوں نے دُنیا طلب کی اُن کے اندر دُنیا والے نفس ڈال دیئے۔ ہیرے جواہرات، پتھر کی محبت

عرض کی گئی: جو روحیں انگریزوں کے گھروں میں آئیں اب وہ حرام کھاتے ہیں تو پھر اُن کا قلب کیسے چلا؟

ارشاد فرمایا: فرمایا ہیرا مٹی میں مل جائے ہیرا ہی ہے۔ مُرشد اس کو معاف کرتا ہے اسی طرح پتھر پتھر ہی رہتا ہے چاہے لاکھ ہیروں میں رہے۔ فرمایا بہت سے لوگ نماز پڑھتے ہیں اُنہیں گناہ ہوتا ہے۔ مثلاً نشئی، حکم ہے نشے کی حالت میں نماز کے قریب مت جاؤ۔ اب وہ جائے گا تو گناہگار ہی ہوگا ناں۔

عرض کی گئی: فلاں فلاں کا دُنیاوی مسئلہ ہے۔

ارشاد فرمایا: دُنیا پوری کی پوری دو وقت کی روٹی ہے اور بس۔

ایک بوڑھے شخص نے عرض کی: میرے اندر اللہ یا آپ کے عشق کی تڑپ نہیں ہے۔

ارشاد فرمایا: یہ جذبہ جوانی میں ہوتا ہے۔ جو عشق میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ تمہارے اندر وہ ختم ہو گیا ہے۔

ہجر اسود کے بارے میں عرض کی گئی کہ اوروں کو بتائیں؟

ارشاد فرمایا: تم بتاؤ، تصویر دکھاؤ۔ اگر نظر آتی ہے مانتے ہیں تو ٹھیک نہیں مانتے تو نہ سہی۔

عرض کی گئی: کچھ لوگوں نے اعتراض کیا کہ حضور پاک ﷺ نے کوئی اشارہ نہیں دیا تصویر کے آنے کا۔

ارشاد فرمایا: اشارہ تو بہت بڑا دیا ہے اب تمہیں سمجھ نہ آئے تو۔ فرمایا، حضرت عمر فاروقؓ نے اس پتھر کو بوسہ دیا اور کہا کہ میں اس لئے بوسہ دے رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے بوسہ دیا۔ اب حضور پاک ﷺ نے بوسہ کیوں دیا؟، وہ حضرت عمرؓ سے زیادہ خود دار تھے۔ اب انہوں نے یہ اس لئے دیا کہ انہیں اس تصویر سے محبت ہے اور تصویر کو اُن سے محبت ہے۔ تب ہی انہیں پانے کے لئے لعل باغ گئے۔ اب اللہ یہ چاہتا ہے کہ تمام عالم اس تصویر سے محبت کرے۔

ارشاد فرمایا: حدیثیں مامون الرشید کے زمانے سے پہلے اصل تھیں۔ بعد میں بہت ملاوٹ ہو گئی ہے۔ پہلے حدیث قدسی صحیح حالت میں تھیں اب اُنہوں نے اسے بھی اُلٹ پلٹ دیا ہے۔ فرمایا، قران کا مقصد 5 ارکان پر عمل کرانا ہے اس طرح تمام حدیثوں کا مطلب اللہ کی محبت کو پانا ہے۔ شیخ الحدیث بن کر بھی اللہ کی محبت نہ ملے تو بیکار ہے۔ اگر محبت مل جائے تو حدیثوں کی ضرورت نہیں۔ فرمایا اللہ کی محبت نے ایک چرواہے پہ موسیٰؑ کو اللہ سے ڈانٹ پلا دی۔ فرمایا اب جو حدیث تمہیں ضعیف لگے تم چھوڑ دو، جو اُسے ضعیف لگے وہ چھوڑ دے، پیچھے کیا بچا؟ .....صرف اللہ اللہ....تو اللہ اللہ کرو نا، اُس کی محبت میں آ جاؤ گے۔

عرض کی گئی: ذاکرین آپس میں کیوں لڑتے ہیں؟

ارشاد فرمایا: ان کے نفس کی خرابی ہے.........تمہارا یہ بہت وقت قیمتی ہے۔ اس کی قدر کرو۔ یقین کرو تمہیں جنت میں جا کر افسوس ہو گا۔ جو وقت تم نے ذکر الٰہی کے بغیر گزارا۔ فضول ادھر اُدھر بیٹھ کر گھوم پھر کر وقت ضائع نہ کرو۔ ذکر و فکر اور نماز کی پابندی سے نور پیدا کرو۔ جتنی بیٹری طاقتور ہو گی اتنی روشنی دور تک جائے گی۔ تم کہتے ہو ہم عاشق ہیں، ذکر و فکر اور نماز چھوڑ بیٹھتے ہو اگر عاشق ہو تو ذکر اور زیادہ تیز ہونا چاہیے۔ عاشق ہو کر ذکر بند کر لیتے ہو تو کہاں کے عاشق ہو؟ میں نے کوئی تمہیں کہا ہے کہ تم عاشق بن گئے ہو۔

عرض کی گئی: علامہ اقبالؒ نے فرمایا ہے "ہم کافروں کے کافر، کافر خدا ہمارا" اس کا کیا مطلب؟

ارشاد فرمایا: ہمارے نفس کافر (ہم نفس کے پجاری اور نفس شیطان کا غلام) اور ہمارا خدا یعنی شیطان وہ کافر۔ فرمایا وہ چاہے تو بڑے گناہگار کو بخش دے اور چاہے تو چھوٹی سی بات سے پکڑ لے۔ بلعم باعور کو، عابد زاہد کو، پکڑ لیا اور علامہ اقبالؒ کو ایک کتیا کو روٹی کھلانے پر فقیری بخش دی حالانکہ اُس وقت جنگل میں فقیری کی تلاش میں کتنے لوگ مارے مارے پھر رہے تھے۔ فرمایا نفس کا کوئی اعتبار نہیں اگر پاک ہو جائے تو بھی نہیں۔ فرمایا ایک ولی کے نفس نے اُس کو قرآن کی یہ آیت سنائی "بیٹھ کر عبادت کرنے والے سے جہاد والے زیادہ افضل ہیں" ولی نے سُنا کہ ٹھیک کہتا ہے۔ اُدھر سے مجاہدوں کا ایک قافلہ گزرا وہ اُس کے پیچھے پیچھے بھاگے مگر وہ دور چلا گیا۔ واپس آئے اور سوچا آج اس نے اتنی اچھی بات کیسے کہہ دی۔ پوچھا، نفس بولا میں تیری ریاضت سے تنگ آچکا تھا سوچا اس بہانے تجھ سے چھٹکارا حاصل ہو جائے گا۔ فرمایا شیطان بھی بہت طاقتور ہے، اُس نے ایوب علیہ السلام کو ایک انگلی لگائی تو جسم میں کیڑے چل پڑے۔ فرمایا، میں پیرس گیا۔ اُنہوں نے دو کمرے دیئے۔ ایک کمرے میں سویا تو تمام ذکر بند ہو گئے۔ سوچا شاید آخری وقت آ گیا ہے۔ پھر جھٹکا لگا تو ذکر چل پڑا۔ (پوچھا) 15 سال سے کبھی بند نہ ہوا تھا آج کیوں بند ہو گیا؟ آواز آئی ماحول کا اثر۔ پوچھا جو لوگ اس ماحول میں رہتے ہیں اُن کے قلب کیسے چلیں گے؟ جواب آیا اللہ کا خاص کرم ہو گا تو چلیں گے......اب تم پر بھی اللہ کا خاص کرم ہوا ہے تو ذکر چلا ہے۔ فرمایا، تمہیں قدر نہیں ہے۔ جنگل والوں سے پوچھو۔ پچیس پچیس سال سے عبادت کر رہے ہیں ابھی تک اس چیز کو نہیں پایا۔ تمہیں اس کی قدر قبر میں جا کر ہو گی جب فرشتے تمہارے چمک دمک دیکھ کر کچھ نہ پوچھیں گے یا اوپر جا کر قدر ہو گی۔ اب وہاں اُس ماحول میں ہمارا ذکر بند ہو گیا پھر شیطان میں کتنی طاقت ہو گی؟ فرمایا، ایک دفعہ صحابہ کرام بیٹھے تھے۔ حضور پاک ﷺ گفتگو کر رہے تھے۔ دورانِ گفتگو آپ ﷺ نے بتوں کی تعریف شروع کر دی۔ گفتگو کے بعد اصحابہ نے پوچھا آج آپ نے بتوں کی تعریف کی۔ فرمایا میں نے تو نہیں کی۔ سارے صحابہ بولے آپ نے کی۔ آپ ﷺ خاموش ہو گئے، سوچنے لگے۔ بعد میں جبرائیل نے آ کر بتایا کہ دورانِ گفتگو آپ ﷺ خاموش ہوئے تو شیطان آ کر آپ کی آواز میں بول گیا، بتوں کی تعریف کر گیا۔

ارشاد فرمایا: ایک ذکر قلب دوسرا مُرشد کامل، جب تمہیں دونوں چیزیں ملی ہیں تو دوڑو نا، جستجو کرو، تم جوان ہو نا۔ اگر سب کچھ ہے نہیں دوڑتے تو سستی ہے نا۔ ہمت کرے، شیطان روکے مقابلہ کرے اسی کو جہاد کہتے ہیں نا۔ نماز پڑھے ذکر کرے اپاہج تو نہیں نا؟ جب اُس تک پہنچ جاؤ پھر نماز کا وقت ہو اُس کو دیکھ لینا، کافی ہے نا۔ ہمتِ مرداں مددِ خدا۔

ارشاد فرمایا: ہمارے نزدیک اصل مسئلہ اندر کا ہے۔ ہم نے اندر گھس کر اچھی طرح دیکھا بھالا ہے کہ سب کچھ اندر ہے،

باہر سے داڑھی وغیرہ کچھ نہ ہو تو بھی ٹھیک ہے۔ جب ہم شروع شروع میں آئے تو دیکھا کہ کچھ لوگ گھوڑوں پر سوار مکے کی جانب (جارہے ہیں) مگر ایک یہ ہی جگہ گھوم رہے ہیں.....وہ علماء، عابد، زاہد تھے۔ کچھ بڑی تیزی سے مکے کی جانب جارہے ہیں وہ ذاکرین۔فرمایا، مخدوم جہانیاں صرف ذکر میں تھا، نماز چھوڑ دی تھی۔اب ذکر کی منزل الگ ہے، نماز کی الگ۔ایک دِن اُن کو خیال آیا کسی طرح حضور پاک ﷺ کے روضہ پر پہنچ جاؤں، سوچا تو ہوا میں اُڑے تو سیدھے حضور پاک ﷺ کے روضہ مبارک پر گرے۔ رات کا وقت تھا لوگوں نے نہیں دیکھا۔اب دروازے پر کھڑے ہیں دروازہ نہیں کھل رہا۔اُس دروازے کی شرط ہے کہ یا ولی آئے تو کھلتا ہے یا سید آئے تو کھلتا ہے۔اب مخدوم جہانیاں سید بھی تھے اور ولی بھی تھے۔ دروازے پر کھڑے ہیں اور دوروازہ نہیں کھل رہا۔مجاور بولا یہ صرف ولیوں کیلئے کھلتا ہے۔بولے میں ولی ہوں۔پوچھا پھر تمہارا رنگ کالا کیوں ہے؟ بولے میں ہندوستان سے آیا ہوں، سورج سے کالا ہو گیا ہے۔مجاور بولا یا پھر سیدوں کیلئے کھلتا ہے۔بولے میں سید بھی ہوں۔دوروازہ نہ کھلا۔لوگوں نے سمجھا پاگل ہیں۔رات ہوئی تو پھر دروازہ کھلا، اندر گئے، حضور پاک ﷺ سے ملاقات کی۔باہر باتوں کی آواز آرہی تھی۔رونے لگے۔پوچھا کہ میں سید نہیں ہوں؟ آقا ﷺ نے فرمایا پکے سید ہو۔ پھر عرض کی میں ولی نہیں ہوں؟ فرمایا پکے ولی ہو۔پھر عرض کی پھر انتظار کیوں کرایا، پہلے دروازہ نہیں کھلا؟ فرمایا اس لئے کہ تو میری شریعت پر عمل پیرا نہیں ہے، اگر تو نے آنا جانا ہے تو شریعت کی پابندی کرتے رہو۔اگر نہیں کرنا چاہتے تو تم جانو تمہارا اللہ جانے۔ادھر نہ آنا۔

ارشادفرمایا: جب الیکشن ہوتے ہیں، اللہ کسی کو اگر جتانا چاہتا ہے تو مؤکلات چھوڑ دیتا ہے۔وہ لوگوں کے اندر گھس جاتے ہیں۔تو لوگ شروع ہو جاتے ہیں، بے نظیر واہ واہ۔جب دنیاوی بادشاہوں کیلئے وہ اتنا کچھ کرتا ہے تو امام مہدی کے لئے کیا کچھ نہ کرے گا۔اس لئے ہم کہتے ہیں کہ صبر کرو، وقت کا انتظار کرو۔جلدی نہ کرو ورنہ پریشان ہو جاؤ گے۔اب بچہ وقت پر آنا ہے، اگر جلدی کرو گے تو آپریشن کرنا پڑے گا۔یہی بات ہم انگلینڈ والوں کو کہتے ہیں۔

ارشادفرمایا: نمازی بخل تکبر والے سے وہ بے نمازی ذاکر اچھا ہے جو بخل تکبر کے بغیر ہے۔تمام (مذہبی) جماعتوں میں یہی بخل تکبر ہے جو (شخص) ان کے ساتھ لگتا ہے اس میں بھی بڑا تکبر ہوتا ہے۔صرف طاہر القادری کی جماعت کچھ بچی ہوئی ہے باقی سب مامے چاچے ہیں۔

ارشادفرمایا: تمہارے پاس حضرت امام مہدیؑ کے بارے میں ثبوت نہیں لہٰذا تم لوگوں سے اس موضوع پر بات نہ کرو۔

ہجر اسود اور چاند کی بات کرو۔اس کا ثبوت تمہارے پاس ہے اور تم تصاویر سے ثابت کر سکتے ہو۔وہ تمام تصاویر کو مان لیں گے چاند کی بھی ہجرِ اسود کی بھی سورج وخلا کی بھی کہ ہماری ہیں لیکن جب تم یہ کہو گے کہ یہ امام مہدی ہیں تو بُری طرح چڑ جائیں گے پھر نہیں مانیں گے۔تو تم صرف ہجر اسود کی بات کرو تا کہ مان لیں پھر جب ذکر کریں گے نور اندر آئے گا تو خود بخود منوا لے گا۔فرمایا ہماری تمام گفتگو کا مقصد تمہیں اللہ کی محبت کی طرف لانا ہے۔مقصدِ گفتگو گھیر گھار کر اللہ تک لانا۔

ارشاد فرمایا: ایک شخص ولی کے پاس آیا کہ مجھ سے بڑا گناہ ہو گیا ہے۔پوچھا کیا؟ بولا زنا۔ولی بولا میں سمجھا کسی کی غیبت ہو گئی۔فرمایا غیبت زنا سے بڑا گناہ ہے اور بہتان غیبت سے بڑا اور یہ مولوی مسجد میں بیٹھ کر ہم پر بہتان لگا رہے ہیں۔فرمایا ہجر اسود کو دیکھ کر تصویر نظر آئے گی۔صرف منافق انکار کرے گا۔اگر ہم جھوٹ کہیں تو جہاد کرو ناں (ہمارے ساتھ) کہ کعبے پر اتنا بڑا بہتان باندھا۔

عرض کی گئی: حضور پاک ﷺ کی تصویر ہجر اسود میں کیوں نہیں آئی؟

ارشاد فرمایا: نہ تم نے حضور پاک ﷺ کو دیکھا نہ انکی تصویر تمہارے پاس ہے۔تم کہو گے حضور پاک ﷺ ہیں، عیسائی کہیں گے عیسٰی ہیں۔نہ تمہارے پاس تصویر ہے، نہ اُن کے پاس تصویر ہے، جھگڑا ہو گیا نا۔اب جو شخص موجود ہے اس کی تصویر ہے، تم یہ دیکھو نا، اُس کا رُخ کس طرف ہے۔اگر تمہیں اللہ رسول ﷺ کی طرف لے کر جا رہا ہے تو پھر ٹھیک ہے ناں۔اگر دوسری طرف رُخ ہے تو غلط ہے نا۔ اگر بندہ بِکے تو اللہ کے لئے بِکے۔

ارشاد فرمایا: حدیث ہے مسلمان کو کافر نہ کہو اگر لاکھ گناہ گار ہے، سب چیزوں کا انکار کرتا ہے، کعبے کو مانتا ہے تو اس کو کافر نہ کہو کیا پتہ کہ وہ اسی کی برکت سے تائب ہو جائے۔فرمایا جو لوگ صرف قرآن میں تلاش کرتے ہیں وہ گمراہ ہیں۔پوچھتے ہیں اللہ ھو کہاں ہے؟ ان سے پوچھو کلمہ کہاں ہے؟ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کو مانتے ہو ان کے نام کہاں ہیں؟ قرآن و سنت کی رٹ لگاتے ہیں سنت سواری گدھا ہے، تمام پیغمبروں کا تم کیا سواری استعمال کرتے ہو؟ فرمایا اُمتی کو دوزخ کا ڈر نہیں، پھر لوگ دوزخ سے رو رو کر پناہ کیوں مانگتے ہیں۔اس لئے کہ اُمتی نہیں۔اگر اُمتی ہے تو دوزخی نہیں اگر دوزخی ہے تو اُمتی نہیں۔

دعوتِ اسلامی کے لڑکے نے عرض کی: میں پریشان ہوں میری لئے دعا کریں۔

ارشاد فرمایا: جب تم ذکر کرو گے دِل کے ساتھ تو جس طرح تم چڑیوں کے چہچہانے کی آواز سنتے ہو اسی طرح اس کی آواز اوپر عرش پر گونجتی ہے جب تم غمگین ہو گے تو آواز بدل جائے گی۔پھر اللہ بھی غمگین ہو گا پھر وہ تمہاری مشکل دور کر دے گا۔تا کہ

پہلے جیسی آواز آئے۔

ارشاد فرمایا: ایسا کام نہ کرو جس سے خود ہی پھنس جاؤ۔ ڈٹے رہو آخری فتح تمہاری ہے۔ ابھی تم بھٹی میں پک رہے ہو جب کندن بن کر نکلو گے تو بہت کام کرو گے۔

ارشاد فرمایا: ہاروت ماروت جب زمین پر آئے انہوں نے لوگوں کو کالا علم (جادو) سکھایا اور یہ بتا بھی دیا کہ یہ غلط ہے۔ جادو حضور پاک ﷺ پر بھی ہوا۔ شروع شروع میں ہماری گاڑی خراب ہوگئی۔ چلتی نہ تھی۔ آ کر بہتر سے بہتر مستری سے انجن کھلوایا اُس نے مکمل ٹھیک کر دی۔ بولا اب لے جاؤ۔ جب میں نے گئیر لگایا تو گاڑی پیچھے کی طرف چلنا شروع ہوگئی۔ وہ بولا بیک گئیر کیوں لگاتے ہو۔ میں نے کہا لگایا تو پہلا گیئر ہے۔ پھر وہ بولا یہ بات ہماری سمجھ سے بالا ہے۔ پھر پنڈی میں تعویز والا ایک عامل سائیں اسلم تھا اُس کو دکھائی۔ اُس نے کہا اس پر کالا علم چلا ہوا ہے۔ اور تعویز ہیڈ لائٹ میں ہیں۔ وہاں سے نکالے تو گاڑی چل پڑی۔

عرض کی گئی: ولی کی حیات میں لوگ کیوں نہیں آتے؟ بعد میں مزار پر پہنچ جاتے ہیں۔

ارشاد فرمایا: نفس۔ شیطان نے انہیں جکڑا ہوا ہوتا ہے۔ بعد میں ڈھیل دے دیتے ہیں تو لوگ مزار پر پہنچ جاتے ہیں۔

فرمایا: آج تمہیں بتاؤں کہ کامیابی کا نسخہ کیا ہے؟ جو ادھر بھی تمہارے کام آئے، اُدھر بھی۔ وہ ہے اللہ کو راضی کرنا۔ جب وہ راضی ہو جاتا ہے تو پھر دُنیا بھی راضی ہو جاتی ہے۔ فرمایا، مجھ پر اتنا قرضہ چڑھ گیا تھا کہ میں سوچتا تھا کہ اگر تمام زندگی نوکری کرتا رہوں پھر بھی اسے نہ اُتار سکوں گا۔ مگر جب اللہ راضی ہو گیا تو قرضہ بھی اُتر گیا اور لوگ پھر میرے مقروض ہو گئے۔

ارشاد فرمایا: قرآن شفاء ہے مومنین کے لئے (مسلمانوں کے لئے نہیں)۔ مومن وہ جس کے دِل میں نور ہے۔ مومن کا مقصد اندر سے پاک ہونا ہے اور یہ داڑھیاں وغیرہ تو لوگوں کو دکھانے کے لئے رکھی جاتی ہیں۔ ایک دفعہ اُس سے دوستی کر لے یہ ادھر بھی کار آمد اُدھر بھی۔ وہ چرند پرند، کیڑوں تک کا خیال رکھتا ہے تو پتھر میں کیڑے کو رزق دیتا ہے پھر جب تم اُسکے محبّ ہو جاتے ہو تو وہ تمہارا خیال کیوں نہ رکھے گا۔ فاذ کرونی اذکرکم ۔ فرمایا، دِل کوئی پانی سے پاک نہیں ہوتا یہ نورِ الٰہی سے پاک ہوتا ہے جب دِل میں نور آتا ہے پھر کہاناں وضو کر لے شوق شراباں دا۔

ارشاد فرمایا: جب شروع شروع میں لوگوں کو ذکر دیتا ان کے چند دِنوں میں چل پڑتے۔ سوچتا یہ تو مجھ سے اچھے ہیں،

اللہ ان پر بڑا مہربان ہے کہ مجھے جنگل میں جا کر پتے کھانے پڑے اور ان کے گھر بیٹھے ہی چل رہے ہیں۔ان پر اللہ کیوں اتنا مہربان ہے۔آواز دِل چھوٹا نہ کر، تیری وجہ سے تو ان پر کرم ہوا ہے۔فرمایا: زبان سے آئی لو یو کہتے رہ، مکاری ہے۔محبت کی نہیں جاتی، ہو جاتی ہے۔ اندروں دُنیا کی محبت نکل سی فیر اللہ کی محبت آسی۔محبت کا قانون ہے دِل سے راستہ جاتا ہے۔زبانی تو زور زور سے پکارتا رہے، ضربیں لگاتا رہے، تہجد پڑھتا رہے، اپنے ہاتھ پاؤں توڑ کر الگ کر دے مگر یہ راستہ نہ ملے گا۔راستہ دِل سے ہے۔ راجن پور کے سکول ماسٹر کا واقعہ ہے، اپنے دانت توڑ ڈالے، لوگوں میں مشہور ہو گیا۔لوگوں نے پیسے دینے شروع کئے،نفس خراب ہوتا گیا، تکبر آ گیا، لالچ آ گیا، حسد آ گیا۔میں نے پوچھا محفلِ حضوری میں جاتے ہو؟ بولا صرف 3 دفعہ دیدار ہوا، بات بھی نہیں ہوئی۔اگر طریقہ سے چلتا تو طریقہ دِل سے ہے۔

ارشاد فرمایا: مجھے عالم کہتے ہیں کہ یہ کہو کہ مسلمان بہتر ہے۔میں نے کہا میں یہ الفاظ نہیں کہہ سکتا۔میں کہتا ہوں بہتر وہی ہے جس میں اللہ ہے۔اوپر اللہ کے پاس عشق ہی عشق ہے۔کتے کو اصحابِ کہف سے عشق ہوا تو وہ بھوک میں بھی ادھر اُدھر نہ جاتا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں غار سے ہٹوں تو وہ کہیں چلے جائیں۔پھر جب وہ بیدار ہوئے تو بولے کتا ابھی تک دروازے پر ہے، آواز آئی اسے کتا نہ کہو، یہ حضرت قطمیر ہے۔فرمایا: جو کچھ تم کر سکتے ہو وہ عمل کہلاتا ہے اور تمام عمل اللہ دیکھتا ہے ہی نہیں وہ تو دِل کو دیکھتا ہے۔فرمایا: عشق مجازی، عشقِ حقیقی۔لیلیٰ مجنوں، دونوں کا عشق مجازی تھا۔اب صرف نفسانی عشق ہے۔

ارشاد فرمایا: نپولین کو اندر کی مخلوقوں کا پتہ چل گیا تھا۔اُس نے 9 مخلوقیں جگالیں۔جب مرنے لگا تو عزرائیل نے دیکھا کہ 9 نپولین لیٹے ہیں۔سوچنے لگا اصل کون ہے۔اللہ سے جا کر پوچھا۔فرمایا جس کا سانس سب سے کم ہو کیونکہ روحیں اور جُسے تیز تیز سانس لیتے ہیں۔

ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا: حضرت عیسیٰؑ امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں لوگوں کو بتائیں گے اور مہدی علیہ السلام حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں تب ہی لوگ مانیں گے۔حضرت عیسیٰؑ کو روح اللہ اس لئے کہا گیا کہ کہ ان میں جُسہ توفیق الٰہی ڈالا گیا۔حضرت عیسیٰؑ کو اوپر کیسے اُٹھایا گیا یہ لوگ نہیں جانتے، نہ عیسائی نہ فادر(پادری)۔جب ہم وہاں جاتے ہیں تو ہم سے دبے دبے سوال کرتے ہیں تا کہ ہم وہاں دوبارہ نہ جائیں۔وہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں مسلمان کرتے ہیں۔

عرض کی گئی: مولوی مخالفت کر رہے ہیں۔اپنی اپنی دُکانیں کھولی ہوئی ہیں۔

ارشاد فرمایا: دُکانیں تو ان کی زیادہ ہیں مگر گاہک ہمارے زیادہ ہیں۔اس بات پر ذاکرین نے نعرہ لگایا۔

عرض کی گئی: دجال پہلا کام کیا کرے گا؟

ارشاد فرمایا: میں بچپن سے ہی سنتا آ رہا ہوں امام مہدی آئیں گے۔ مجھے بڑا شوق ہوا کہ اُن کا ساتھ دوں، ان پر قربان ہوں۔ اکثر لوگ یہی دعا کرتے ہیں کہ ہم ان کے زمانے میں ہوں، اُن کا ساتھ دیں۔ مسلمان دعا نہیں کرتے۔ اب جو لوگ یہ کہیں اگر کوئی امام مہدی آیا تو ہم اس کی ٹانگیں توڑ دیں گے تو وہی اصل دجالی ہیں نا۔ کوئی ملک اگر اب کہے کہ جہاں امام مہدی ملے اُسے قتل کر دو تو وہی لوگ بلکہ ملک ہی دجالی ہے۔ حالانکہ احادیث میں واقعہ ہے، حضور پاک ﷺ نے فرمایا ہے، مسلمانوں کو پتہ بھی ہے وہ آئیں گے اسلام زندہ کریں گے۔ یہی لوگ (جو امام مہدی کے خلاف ہیں) دجالی ہیں۔

عرض کی گئی: امام مہدی کی نشانیاں کیا ہونگی

ارشاد فرمایا: امام مہدی کی نشانیاں چھوڑو۔ جب بوتل کھلے گی تو پتہ چل جائے گا۔

ارشاد فرمایا: "مینوں تے اللہ نے کہیا جس طرح چاہے چلا"۔ میں سب کی فطرت کے مطابق چلاتا ہوں کہ فطرت غلط نہیں ہوسکتی۔ فرمایا: میرے پاس ناچنے والے بھی آتے ہیں مگر اللہ اللہ میں لگ جاتے ہیں۔ فرمایا: اگر میں تمہاری بات مانوں تو جب میں پھنسوں تم مجھے بچا نہیں سکتے۔ میں اُس کی بات مانتا ہوں پھر پوری دُنیا بھی اگر میری مخالف ہو جائے وہ مجھے بچا لیتا ہے۔

ارشاد فرمایا: شیعوں کا ایک فرقہ ہمیں بہت عزیز ہے۔ یہ پنجتن پاکؑ کو بھی مانتا ہے اور صحابہ کرامؓ کو بھی مانتا ہے۔ یہ ہمیں تم سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ (قلیل تعداد)

ارشاد فرمایا: ذاکرین کو پھونک پھونک کر قدم رکھنے چاہیں۔ فرمایا: اگر مسلمانوں کے مولوی اور ہندوؤں کے گرو نہ ہوتے تو ہم سب کو اکٹھے کر دیتے۔ فرمایا اگر مولوی نہ ہوتو ہم ہر گھر میں اللہ اللہ کرا دیں۔ ہم شیطان کو بھی قائل کر لیں، وہ بھی قائل ہو جائے گا مگر مولوی کبھی قائل نہ ہوگا۔ یہ قرآن کی آڑ لیتے ہیں۔ اب یہ کہتے ہیں لفظ گوہر شاہی قرآن سے دکھاؤ۔ فرمایا، ریڈیو کے پیچھے بندہ ہے پھر بولتا ہے ناں ورنہ شاں شاں کرسی (کریگا)۔ اسی طرح زبان کے پیچھے بندہ جو ہے وہ اخفیٰ ہے۔ اُسی کی وجہ سے زبان بولتی ہے اسی طرح فواد (دِل) کے ساتھ بندہ قلب ہے جو اللہ کریسی (کریگا)

عرض کی گئی: منافق کسی طرح پہچانیں؟

ارشاد فرمایا: اعلحضرت (احمد رضا خان بریلوی) سے پوچھا گیا کہ حضور پاک ﷺ نے تو منافق پہچان لیے تھے ہم

www.asiinternationals.com

ان داڑھیوں والے نمازی منافق کیسے پہچانیں تو فرمایا صلواۃ وسلام شروع کر دو۔ سلطان صاحب نے فرمایا ''اللہ کے دشمن روح، ذکر اللہ کے مخالف''۔ فرمایا، لوگ کہتے ہیں فلاں کام ہو جائے تو ہم مانیں گے، لاٹری نکل آئے تو ہم مانیں گے، بچہ ٹھیک ہو جائے تو ہم مانیں گے، کبھی یہ بھی کہا کہ دِل میں اللہ اللہ شروع ہو جائے تو ہم مانیں گے۔ یہ لوگ منافق ہوتے ہیں۔ یہی دُنیا کے طالب ہیں۔ اللہ کو تلاش کرنے والے نہیں ہیں اگر اللہ پہلے ہی جنت یا دوزخ میں روحیں ڈال دیتا تو وہ اعتراض کرتیں۔ اب دُنیا میں بھیجا ہے یہ تو اک امتحان ہے۔ جب اوپر جاوٴ گے تو اللہ پوچھے کہ تم میرے لئے کیا لے کر آئے۔ اس وقت بڑی پوچھ گچھ ہوتی ہے۔ اساں امریکہ تک جانے آں اساڈے کولوں بڑے سوال پچھدے نیں۔ کچھ لوگ پاس سے گزر جاتے ہیں انہیں نہیں پوچھتے۔ پوچھا ان سے کیوں نہیں پوچھتے؟ بولے، یہ تو ہمارے ہیں نا۔ جو روح نور (عشق) کے بغیر ہو گی اُس سے پوچھ گچھ ہوتی ہے۔ تم نماز اپنے لئے پڑھتے ہو، اللہ کے لئے کیا کرتے ہو۔ فرمایا: ''جس دِل وچ عشق نہ رچیا، کُتے اناں تھیں چنگے''۔

اس سجدے سے خلاف آن کہ دِل دُنیا وچ سر سجدے وچ ہووے۔ تیرا دِل کھڈاوے منڈے کُڑیاں رب دے نال وی کیتی چار سو بیسی۔ جو چیز تمہیں اپنی طرف کھینچتی ہے تمہیں گمراہ بھی نہیں ہونے دیتی، پھر تم اُسے حاصل کیوں نہیں کرتے؟ تم چاہتے ہی نہیں کہ تمہارے دِل میں اللہ کی محبت آ جائے۔ یقین کرو، تم نے کبھی یہ دعا نہیں مانگی ''اے اللہ! مجھے تو چاہیئے''۔ تیرے دِل میں حرص ہے ناں تب ہی اللہ کو نہیں چاہتا۔

ارشاد فرمایا: تین مخالف ہیں؛ بیوی، مولوی، شیطان۔ ان تینوں کا مقابلہ کریسی تے اللہ تک پہنچ سی۔ اگر کسی جگہ مارا گیا تو مارا گیا۔ اگر کوئی بندہ گناہ نہیں کرنا چاہتا تو اللہ اس کی مدد کرتا ہے کہ چلو اس کی مدد کرو۔ یہ گناہ نہ کر پائے لیکن اگر خود کوئی گناہ کرنا چاہے تو اس کی کیا مدد ہو گی؟ اللہ قربانی مانگتا ہے۔ جوانی کی قربانی پسند ہے۔ طاقت ہو گناہ نہ کرے، پسند ہو گناہ نہ کرے۔ اس کی خاطر پھر تم بکرا ذبح کرتے ہو تو خون بہتا ہے۔ اللہ تمہارے گناہ معاف کرتا ہے۔ پھر تم کو جب وہ ذبح کرتا ہے تو اس کا بدلہ بھی دیتا ہے کہ پھر وہ تمہارا ہو جاتا ہے۔ تہانوں کول تے نئیں رکھسی، بے مانگے بہشت دے دے دیسی۔ ذکر کے بعد جب نماز پڑھسی تے جلدی سیدھا منزل تے جاسی ورنہ ڈگدے ڈگدے۔ فرمایا: تیرے لئے اللہ کافی ہے۔

عرض کی گئی: جب جسم نے یہاں رہ جانا ہے تو جو مرضی گناہ کرو۔ قلب تو اللہ اللہ کر رہا ہے؟

ارشاد فرمایا: جسم کے گناہ روح پر ہی اثر انداز ہوتے ہیں۔

عرض کی گئی: ہم زُلفیں آپ کی سنت سمجھ کر رکھیں؟

ارشاد فرمایا: اگر سنت اپنانی ہے تو ہماری پہلی سنت لعل باغ میں جانا، دوسری سوکھے ٹکڑے کھانا جو ایک مائی لاکر دیتی تھی، تیسری پتے کھانا۔ پہلے یہ تینوں اپناؤ پھر زُلفوں کی طرف آنا۔ واقعہ ہے کہ حضور پاک ﷺ نے پتھر باندھے، تم حلوہ سنت سمجھ کے کھاتے ہو، پتھر کیوں نہیں باندھتے؟

ارشاد فرمایا: مولوی نا قابلِ اعتبار ہے۔ سانگھڑ کا مولوی... کہا کوا حلال ہے۔ شہر میں شور ہوا..... پولیس آ گئی۔ بولا اگر کوّا سفید ہو تو حلال ہے۔ بدل گیا۔ فرمایا: حجرِ اسود کو ماننا ہی پڑے گا۔ آخر انہیں جھکنا ہی پڑے گا۔ مولوی خواجہ صاحب کے پیچھے لگے خوب تنگ کیا۔ جب پتہ لگا ولی ہیں تو بولے ہم تو تم کو آزما رہے تھے۔

ارشاد فرمایا: ذاکر پر ایک دِن میں یہ تین ساعتیں آتی ہیں۔ ساعتِ نفس، کبھی گناہ کی طرف۔ ساعتِ قلب، قلب کی ہوئی، مشن کی طرف۔ ساعتِ دُنیا، دُنیا کی ہوئی تو کام کاروبار کی طرف۔

ارشاد فرمایا: خضر علیہ السلام کے قدم پر اگر پاؤں آ جائے تو شاعر بن جاتا ہے۔ قائدِ اعظم (محمد علی جناح) کو جو رُتبہ ملا علامہ اقبال کی وجہ سے ملا۔

لاہور کے ایک ذاکر نے عرض کی: شادی پسند سے کی، بعد میں ساس بہو کی لڑائی ہوئی، 11 ماہ کے بعد بیوی میکے چلی گئی، بچہ ضائع کروالیا اور کہہ کر طلاق لے لی۔ وہ اب ذہن سے نہیں جاتی۔

ارشاد فرمایا: اب جب تم نے طلاق دے ہی دی ہے تو ذہن سے بھی نکال دو۔ اچھا ایسا کرو، سر پر اللہ کا تصور رکھ کے لطائف میں ذکر کرو، ذہن سے نکل جائے گی۔

ایک شخص نے پرچہ لکھ کر پیش کیا کہ غلام بنالیں، مُرید بنالیں۔

ارشاد فرمایا: غلام بنانا مرید بنانا آسان ہے۔ عاشق بنانا مشکل ہے۔ پہلے مسلمان پھر مومن کا درجہ ہے پھر ولی نبی، پھر عاشق کا مرتبہ ہے۔ تب ہی نبی (موسیٰؑ) نے (اپنے گوشت کی) بوٹی نہ دی، عاشق نے اپنا گوشت دیا۔ عاشق کو بوٹیاں دینی پڑیں گی۔ پھر اس بوڑھے شخص کی طرف دیکھ کر، جس نے پرچی دی تھی، مسکرا کر فرمایا: تیرے وچ تے بوٹیاں ہی نئیں ہوسن۔ عاشق وہ جس کو رب نے کہا تو میرا میں تیرا۔ اس عشق کی لائن میں چلنے کے کچھ قانون ہوتے ہیں۔ جب سلطان صاحبؒ عبدالرحمٰن کے پاس گئے بیعت ہونے۔ بولے اللہ لینے آئے ہو، شادی ہے؟ فرمایا 2 بیویاں ہیں۔ پوچھا زیور بھی ہوگا؟ فرمایا ہاں۔ بولے پانا اللہ کو اور ساتھ ان کو لیا ہے۔ سلطان صاحب واپس آئے انہیں چھوڑا پھر اُنہیں ذکرِ قلب دیا۔ فرمایا، ہم

نے تمہیں یہ مفت دیا۔ اب جب ذکر قلب مفت دیا جا رہا ہے، بدنصیب وہ ہے جو محروم ہے۔ کوئی گناہگار، شرابی، چور، ڈاکو جو بھی آئے کوئی شرط نہیں، مذہب کی بھی شرط نہیں۔ چہ زندہ چہ مردہ چہ مسلم چہ کافر۔ پھر اگر کوئی نہ آئے تو بدنصیب ہے نا! کہ اللہ نے کتنی سہولت دی پھر بھی اس نے حاصل نہ کیا۔ تم اللہ سے تعلق زبان سے رکھتے ہو، زبان سے کہتے ہو آئی لو یو۔ پھر وہ بھی زبان سے کہتا ہے آئی لو یو۔ اگر تو دِل سے کہے تو وہ بھی دِل سے جواب دے۔ تیرا دِل کھڈا وے کڑیا منڈے، رب نال وی کیتی چار سو بیسی۔ فرمایا، ہم نے دِل میں اللہ کو بلایا ہی نہیں پھر شیطان آ کر بیٹھ گیا۔ فرشتے تمہیں نہیں، تمہارے اندر کو دیکھتے ہیں کہ اندر اللہ ہے یا شیطان ہے۔

تو دبئی جاتا ہے کمائی کے لئے وہ کمائی چند سال میں ختم ہو جاتی ہے۔ تو اللہ کے کام کیوں نہیں کرتا؟ کتا بھی تو گزارہ کر لیتا ہے نا (بغیر کمائی کے)

ارشاد فرمایا: عالموں کی تعلیم ڈر اور لالچ، ولیوں کی تعلیم محبت اور بے خوفی۔ فرمایا یہ جو روحانی اجتماع ہوتے ہیں، نماز روزہ کی باتیں ہوتی ہیں، یہ روحانی اجتماع نہیں۔ اس میں روح کی بات ہی نہیں۔ اسی طرح روحانی نماز، روحانی ڈائجسٹ......، روحانی وہ جس میں روح ذکر یا عبادت کرے۔ روحانی نماز بیت المعمور میں ہوتی ہے۔

ارشاد فرمایا: پیر کا کی تاڑ......دھمال کراتا ہے، پھر ذکر قلب۔ بازارِ حسن میں چند اہلِ دِل کو نکالنے کے لئے ہم نے ڈیوٹی لگائی۔ اس وقت سعودی عرب، پوری دُنیا میں پیروں (ولیوں) والی تعلیم کی مخالفت ہے۔ پیر کا کی تاڑ جیل میں ہے...... ولیوں کے خلاف پراپیگنڈا..........خود مجھ پر 5 کیس، 2 قتل کے، ناجائز اسلحہ، توہین رسالت و دین.........جب کچھ نہ بن پڑا تو بم پھینکا وہ بھی نہ پھٹا۔ ابھی بہت سے لوگ ہیں اللہ کے پیارے جن کو پتہ نہیں کہ اللہ کی طرف کیسے جاتے ہیں۔ اجازت، دونوں طرف سے اقرار لازمی ہے۔ پھر دِل اللہ اللہ۔ اللہ کی طرف جانا چاہتا ہے تو جو بھی وسائل ہیں انہیں سامنے لا ناں۔ جنہوں نے (جن روحوں نے) اللہ کے قریب ہونے کی کوشش ہی نہ کی انہیں اللہ نے عورتوں کی روحیں بنا دیا۔ فرمایا: اللہ سب کو معاف کر دے گا مگر اس کے حبیب کا گستاخ نہ ہو۔ یہ اپنا ایمان ہے۔

ارشاد فرمایا: دجال خود کو برگزیدہ سمجھے گا۔ خود کو امام مہدی سمجھے گا، تب ہی تو 70 ہزار عالم اس کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ میں نے کسی کو بیعت نہیں کیا، کوئی بیعت ہے تو بتائے۔ میں کسی سے ملنا نہیں چاہتا۔ مگر وہ حکم دیتا ہے، تجھے لوگوں کے لئے تیار کیا ہے۔ جب میں دور ہٹ جاتا ہوں تو پھر وہ کہتا ہے تجھ جیسے ہزاروں ہیں۔ پھر میں اُٹھ کر لوگوں سے ملنا شروع ہو جاتا

ہوں۔ مجھے حضور پاک ﷺ نے بیعت کیا، اب لوگ کہتے ہیں کہ میں ولایت سے اوپر کی باتیں کرتا ہوں۔ بس، یہ تو واقعی ولایت سے اوپر والی باتیں ہیں لیکن یہ حضور پاک ﷺ ہی فرماتے ہیں۔ اب میں حضور پاک کو ملنے سے بھی ڈرتا ہوں پھر وہ کوئی نئی بات نہ کہہ دیں۔ ہمیں بتانا پڑے گی۔ پھر ہم پھنس جائیں گے۔ وہ (حضور پاک ﷺ) تو روحانیوں میں رہتے ہیں، ہم شیطانوں میں رہتے ہیں۔ بول اللہ جاتا ہے، پھنس منصور جاتا ہے۔ فرمایا ایک دِن حضور پاک ﷺ کی محفل میں بات چھڑ گئی کہ امام مہدی کیسے آپ کی طرح ہونگے۔ اس وقت حضور پاک کی محفل میں لاکھوں نبی ولی تھے۔ فرمایا: حضور پاک ﷺ کی محفل میں بھی بحث ہوتی ہے۔ اور اللہ کی محفل میں بھی بحث ہوتی ہے۔ اللہ کی محفل میں مذاق بھی بہت ہوتا ہے۔ اللہ بہت مزاحیہ (مزاج والا) ہے۔ ابوالحسن خرقانیؒ والا واقعہ ہے........فرمایا "نہ تو بتانہ میں"۔

ارشادفرمایا: حیوانی روح کے ذریعے بلیم باعور کے گدھے نے انسانی زبان میں گفتگو کی۔ یہ بات کوئی نبی ولی نہیں جھٹلا سکتا، مولوی جھٹلائیں گے۔

ارشادفرمایا: امام مہدی کا مسئلہ بہت نازک ہے۔ اگر تمام زندگی عبادت........آخر میں ساتھ نہ دیا تو کُتے کی شکل میں دوزخ میں........اگر تمام زندگی کُتے والے کام کئے آخر میں ساتھ دیا تو جنت میں۔

عرض کی گئی: آپ بتاتے کیوں نہیں کہ امام مہدی علیہ السلام کہاں ہیں جبکہ آپ یہ بتاتے ہیں کہ وہ پاکستان میں ہیں۔

ارشادفرمایا: حضور پاک ﷺ کو کیا ڈر تھا مگر اُنہوں نے مصلحتاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے بستر پر لٹایا۔ اسی طرح امام مہدی کے معاملہ میں ہم مصلحتاً خاموش ہیں۔ پاکستان کے 1978 کے قانون کے مطابق امام مہدی علیہ السلام جہاں ملیں انہیں جیل میں ڈال دو۔ تم یہ قانون ختم کراؤناں۔ ہم صبح ہی بتادیں گے کہ امام مہدی کہاں ہیں ان کا کیا نام ہے۔ میں پورے ثبوت کے ساتھ صبح بتادونگا۔ جس طرح شروع میں حضور پاک ﷺ کے زمانے میں گھڑے میں منہ دے کر اذانیں دیں۔ کیوں؟ اس وقت اُن کی طاقت کمزور تھی ناں۔ اسی طرح حضرت امام مہدی کے پاس طاقت کمزور ہے۔ کچھ لوگ اخباروں میں یہ پراپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ امریکہ ہی دجال ہے کہ اُس نے ایجادات وغیرہ کی ہیں۔ اگر امریکہ کو دجال مان لیا جائے تو امام مہدی کس کو کہو گے؟ روس کو؟ کیونکہ روس ہی اس کے مدمقابل ہے۔ فرمایا: امام مہدی کو اردو تعلیم بتائی گئی ہے۔ نبی بھی پردے میں آئے، امام مہدی بھی پردے میں۔ اتنا بتادوں کہ امام مہدی اور دجال کے ملک جُڑے جُڑے ہیں۔ یعنی دونوں ملک جُڑے ہوئے ہیں (سرحدیں ملتی ہیں)۔ امام مہدی کی نشانی آسمانوں میں زمین میں بھی اور ان کے جسم پر بھی ظاہر

ہوگی، مہر میں۔ عرض کیا کتنے دِن اور لگیں گے؟ فرمایا: موسیٰؑ 7 دِن کا کہہ کر گئے 40 دِن بعد آئے۔ اُمت نے کہا جھوٹے ہیں۔ بچھڑا بنایا پوجا شروع کر دی۔ اُمت گمراہ ہو گئی۔ اگر ہم ایک سال کا کہہ دیں تو ڈیڑھ سال لگ جائے تو تم کہو گے جھوٹا ہے۔ تم تو چیز ہی کیا ہو۔

ارشاد فرمایا: یاجوج ماجوج ذوالقرنین نے دیوارِ چین کے نیچے بند کر رکھا ہے۔ جب آدم علیہ السلام ہل چلاتے، پسینہ آتا، آپ جھٹکتے یہ اُسی سے پیدا ہوئے ہیں۔ تم نطفہ کی پیداوار ہو وہ پسینہ کی۔

عرض کی گئی: حضرت عیسیٰؑ کہاں ہیں؟

ارشاد فرمایا: تم ابھی یہی پوچھ رہے ہو، اُدھر شیخ ناظم اُن کے لئے لڑکی تلاش کر رہے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کی ایک شرط ہے کہ لڑکی کو کسی نے چھوا نہ ہو۔ حتیٰ کہ ڈاکٹر نے انجکشن بھی لگایا ہو۔ بھلا بتاؤ، ایسی لڑکی وہاں کہاں ہوگی۔

ارشاد فرمایا: تمہارا یہ قرآن، یہ تو سب کو اکٹھا نہ کر سکا، 72 فرقے بن گئے۔ اور ہندو وغیرہ تو قرآن کو مانتے ہی نہیں۔ امام مہدی پھر تمام مذاہب کو کیسے اکٹھا کریں گے؟ پھر ان کے پاس قرآن سے بڑھ کر کوئی اور چیز ہوگی نا! وہ کیا ہے؟ اگر انجکشن میسر ہو تو گولی کوئی نہ کھاتا۔ اسی طرح پورے قرآن کا عرق اللہ کا عشق ہے۔ جب یہ کسی شخص میں چلا گیا پھر وہ قرآن پڑھے نہ پڑھے وہ دینِ الٰہی میں ہے۔ فرمایا: میں انگلینڈ میں گیا۔ وہاں نوجوان ملنے کے لئے آئے۔ پوچھا کیا کرتے ہو؟ بولے میں شراب پیتا ہوں، دوسرا بولا میں خنزیر کا گوشت بیچتا ہوں اور کھاتا بھی ہوں، کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ۔ سب نے اُلٹ الٹ کام ہی بتائے۔ پوچھا تم ایسا کیوں کرتے ہو، تم تو مسلمان ہو۔ بولے ہمیں مولوی کہتا ہے تم دوزخ میں جاؤ گے، جو مرضی کر لو اور جب ہم نے دوزخ میں ہی جانا ہے تو پھر عیش کیوں نہ کریں۔ میں نے کہا، اچھا ایسا کرو میں تمہیں دوائی (ذکر قلب) دیتا ہوں......... تمہارے گناہوں کا ذمہ دار میں......... تم صرف اللہ اللہ کرو۔

ارشاد فرمایا: اللہ کو وہ لوگ بھی بڑے عزیز ہیں جو گناہوں سے بچنے کی خاطر تدبیریں سوچتے ہیں۔ فرمایا، نوکر ایسی ڈھونڈتے ہو جس میں عزت ہو وہاں کے لئے کیوں نہیں سوچتے جہاں ہمیشہ رہنا ہے۔ نوجوان کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا: جب تم ہمیں مدد کے لئے بلاؤ گے تو ہم خود فوراً آئیں گے یا کسی کو مدد کیلئے بھیجیں گے لیکن جب بوڑھا بلائے گا تو نہ آئیں گے۔ تم نوجوان ہو تمھارا اندر ابھی سلامت ہے۔ ضائع بھی ہوا ہوگا تو آدھا گیا ہوگا ناں باقی تو سلامت ہے۔ بڈھے تو اپنا پورا اندر ختم کیئے بیٹھے ہیں۔ تب ہی اقبال بولا ناں: نہ تیری ضرب ہے کاری نہ میری ضرب ہے کاری

فرمایا: اللہ کے قریب انبیاء کی روحیں پھر ولیوں کی پھر مومنین کی پھر عام انسانوں کی۔اُن کے پیچھے جمادات کی اور نباتات وغیرہ۔دائیں طرف ملائکہ، بائیں طرف جنات۔تب ہی سنا ہوگا کہ اگر وظائف کے دوران بائیں طرف سے آواز آئے تو شیطان یا جنات کی طرف سے ہے۔دائیں طرف طرف کی ملائکہ اور فرشتوں کی طرف سے۔

عرض کی گئی: جب انبیاء کی روحیں سامنے تھیں تو انہوں نے دیدار کیوں نہ کیا جبکہ حضور پاک کے ولیوں نے دورہ کر بھی دیدار کرلیا؟

ارشادفرمایا: ان کی نظروں میں اسم ذات حجاب بن گیا۔پھر فرمایا جیسے تم سب قریب بیٹھے ہو، اندھے ہو تو۔ایک جو بالکل پیچھے ہو لیکن آنکھوں والا ہے تو اُس کو تو دیدار ہو جائے گا۔

عرض کی گئی: مرتبہ کس کا زیادہ ہے؟

ارشادفرمایا: تم ہمیں فتویٰ لگوانے کے قریب کردیتے ہو۔مرتبہ کے نزدیک تو موسیٰؑ ہیں لیکن قُرب کی وجہ سے وہ عاشق آگے ہیں (یعنی کسی کا مرتبہ زیادہ ہوتا ہے اور کوئی قرب میں زیادہ ہوتا ہے)

عرض کی گئی: کیا جنات و ملائکہ کو امام مہدی علیہ السلام کا چہرہ دکھا دیا گیا ہے۔

ارشادفرمایا: ملائکہ کو تو پہلے ہی معلوم ہو جاتا ہے۔اگر کوئی ولی ہو تو اس کا جبریل آسمانوں پر اعلان کرتے ہیں کہ اللہ اس سے محبت کرتا ہے۔لیکن جنات تمہاری طرح ہی ہوتے ہیں۔یہ اوپر نہیں جاسکتے۔کبھی کبھی شیطان لوحِ محفوظ پر جانے کی کوشش کرتا ہے کہ پیدا ہونے والے بچے کی تقدیر معلوم کرسکے۔کبھی کامیاب ہو جاتا ہے کبھی گرز پڑتے ہیں۔

ارشادفرمایا: شاہ منصورؒ....، آج وہی الفاظ تو میں کہہ رہا ہوں جو وہ کہتا تھا۔میں کہتا ہوں کہ تو کعبے کی طرف کیوں جاتا ہے ،اپنے دِل کو کعبہ بنا تاں کہ وہ تیرے طواف کو آئے۔بس شاہ منصورؒ وضاحت نہ کرسکے ہم مطمئن کر دیتے ہیں۔

ارشادفرمایا: حضور پاک ﷺ نے اس زمین پر شادی کی اور بچے ہوئے۔باقی زمینوں پر آپ ویسے ہی گئے۔ 99 نام، 99 مرتبہ آئے۔ہم تو کہتے ہیں کہ وہ زیادہ مرتبہ آئے باقی زمینوں پر بھی۔

عرض کی گئی: انگلینڈ والوں نے کہا ہے کہ ہم نے مُہر دیکھی ہے کہ آپ کی پشت پر مہر ہے۔

ارشادفرمایا: رب کی قسم میں نے نہیں دیکھی۔ہمیں ابھی کئی لوگوں نے کہا ہے کہ ہمیں کلمہ نظر آتا ہے، کوئی مہر۔کسی نے کہا ویڈیو اور کیمرہ سے ریکارڈ کرتے ہیں۔میں نے منع کر دیا کہ ابھی مطمئن نہیں۔مطمئن تب ہونگا جب رب کی طرف سے مجھے

الہام آئے گا۔

عرض کی گئی: کیا بچپن سے یہ مہر ہوتی ہے؟

ارشاد فرمایا: نہیں، حضور پاک ﷺ کے بھی بچپن سے نہ تھی اگر ہوتی تو دائی حلیمہ نہلاتے وقت ضرور دیکھتی۔ فرمایا اب جب تم ذکر میں لگ گئے تو اللہ کا کرم ہو گیا نا۔ اب تم ذکر کو چھوڑ کر کسی اور کام میں لگ گئے تو خود دور ہو گئے نا۔ جب تم اس کی طرف آؤ گے تو وہ بھی محبت کرے گا اور جب تم اس کو چھوڑ و گے تو وہ بھی کک مارے گا۔ جب تم اللہ سے دور ہو گئے تو اُس کے کرم سے بھی دور ہو گئے۔

عرض کی گئی: آپ مشن کے کن لوگوں سے راضی ہیں؟

ارشاد فرمایا: جن سے اللہ راضی اُن سے ہم راضی۔ عرض کی اللہ کن لوگوں سے راضی؟ فرمایا جن کے دِل میں اللہ اللہ۔ فرمایا، تم شادی کرتے ہو شادی 40، 50، 60 سال کا سودا ہے اللہ ہمیشہ واسطے کا سودا ہے۔ اُسے حاصل کیوں نہیں کرتے؟ شیطان کو پتہ ہے اگر تمہارا رُخ اللہ کی طرف ہو گیا تو تمہارا ہر کام اُس کیلئے ہوگا۔ اسی لئے وہ تمہارا رُخ اُدھر نہیں ہونے دیتا۔

عرض کی گئی: ایک مولوی کو آپ نے خواب میں ذکر دیا، وہ مانتا بھی ہے، مگر ہجر اسود کی تصویر کو نہیں مانتا۔

ارشاد فرمایا: اللہ کی طرف سے ایک نشانی ہے۔ جو اللہ بنائے وہ حرام نہیں، جو ہم تم بنائیں وہ حرام ہے۔ جب تو کیوں، کیسے کہے گا تو کفر میں چلا گیا کیونکہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور تو نے اُس کی نشانی جھٹلا دی۔

عرض کی گئی: ڈاکٹر اسرار سے بات ہوئی وہ کہتے ہیں کہ امام مہدی کو ماننا ایمان میں شامل نہیں ہے۔

ارشاد فرمایا: یہ بہت خطرناک لابی ہے جو تمہاری ہر بات جھٹلاتے ہیں۔ فرمایا جن کیلئے حضور پاک ﷺ روتے رہے جن کیلئے اولیاء اللہ تڑپ رہے ہیں، جن کیلئے غوث پاکؒ نے اپنے پوتے حیات الامیر کو حکم دیا کہ میرا اسلام و پیغام اُن کو پہنچانا اور جن کے لئے نظام الدینؒ کی اولاد کو حکم ہوا کہ جب تم سنو کہ فلاں جگہ امام مہدی ہیں تو قدموں کے بل نہیں سر کے بل جانا۔ تابوتِ سکینہ اسی دُنیا میں ہے وہ بھی امام مہدیؑ کے پاس آئے گا اس دُنیا میں تمام انبیاء کی تصاویر ہیں۔ جس طرح کچھ لوگوں کو مصوری کا شوق ہوتا ہے اسی طرح جب حضرت سلیمان علیہ السلام جب انبیاء کو دیکھتے تو اُن کی تصاویر بنا کر اُس میں رکھتے۔ عرضی کی کیا امام مہدی کی تصویر ہوگی؟ فرمایا حضور پاک ﷺ تک کی تصاویر ہونگی۔ امام مہدی کی تصویر کی کیا ضرورت ہے جب

وہ خود ہی سامنے ہونگے۔فرمایا،اعلحضرت نے بھی کنزالایمان میں ان تصاویر کی تصدیق کی ہے۔

عرض کی گئی: جوذاکرین ذکروفکر چھوڑے جارہے ہیں اس کے بارے میں ارشادفرمائیں۔

ارشادفرمایا: بھلے سارے ہی چھوڑ کر چلے جائیں۔جب امام مہدی آئیں گےتو یہ خود بخود ہی اکھٹے ہوجائیں گے۔ پھر فرمایا ہم نے یہ فوج امام مہدی کیلئے تیار کی ہے۔فرمایا: سارے مذاہب کچھ عرصہ بعد ختم ہوجائیں گے۔جوامام مہدی کا ساتھ دیں گے چاہے چوراُچکے ہوں جب ساتھ دے گئے تو پھر اللہ دور نہیں ہے۔فرمایا کچھ لوگ ہیں جواللہ کو چاہتے ہیں انکو بہت محنت کرنا پڑتی ہے اور کچھ ہیں جن کو اللہ چاہتا ہے۔تم ذکرلو، اگرایک دودِن میں چل گیا تو تم اُن لوگوں میں سے ہوجنہیں اللہ چاہتا ہے،اگر جلد نہ چلا پھر تمہیں کچھ محنت کرنا پڑے گی۔

عرض کی گئی: اعلی حضرت (احمد رضا خاں بریلویؒ) نے اللہ کو عاشق کہنا غلط لکھا ہے۔

ارشادفرمایا: ہم تو جانتے ہیں کہ وہ بہت بڑا عاشق ہے۔ فرمایا، ایک ہاتھ آگےایک پیچھے،ایک دنیا کی طرایک دین کی طرف،ان کورب نہیں ملتا۔رب صرف انہیں ملتا ہے جوصرف دین مانگتے ہیں۔یا دین مانگ یا دُنیا مانگ۔جب کافروں کو دیتا ہے تو کیا وہ تجھے نہیں دے گا۔دُنیا چھوڑنے کا مطلب جنگل میں جانا نہیں بلکہ دُنیا میں رہ کراسے چھوڑے۔کام دُنیا کے دھیان اللہ میں۔اگراللہ اللہ کرنے سے تکلیف آئے تو امتحان ہے اگراس کے بغیر آئے تو امتحان نہیں ہے۔جب اُس مدرسہ میں نہیں گیا تو امتحان کیسا۔بہتر یہ ہے کہ بندہ اللہ اللہ کرے اور جو کچھ ہے اپنے نصیب پر قناعت کرے۔اگر یہ کہے کہ اللہ اللہ بھی ہواور امیر بھی ہوجاؤں تو پھر وہ اللہ کیلیے نہیں کررہا، امارت کیلئے کررہا ہے۔پھر اللہ اُسے امارت بھی نہیں دیتا۔عاشق تو وہ ہوتے ہیں اولاد کی پرواہ بھی نہیں کرتے مال کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔تمھارا تو وہ حال ہے کہ کام تو اللہ کیلئے کررہے ہوجب دُنیاوی تکلیف آئے تو اللہ چھوڑ کراُدھر چلے جاتے ہو،زیادہ لوگوں کا یہ حال ہے۔جنہوں نے دُنیا کو چھوڑ کراللہ سے پیار کیا وہی پا گئے۔کچھ لوگ بیوی میں پھنس جاتے ہیں، کچھ مولوی میں، کچھ شیطان میں۔اس لائن میں ہمت والا آدمی چاہیے۔یہ بے ہمتوں کا کام نہیں ہے۔ذرا سی تکلیف آئے رونا شروع ہوجائے۔کیونکہ اللہ تعالٰی ہمت والا ہے،ہمت والوں کو پسند کرتا ہے۔اب جن کے ارادے بدلتے رہتے ہیں وہ ہمت والا نہیں ہے نا!انہیں پھر اللہ تعالٰی لفٹ نہیں دیتا کہ تیری ضرورت نہیں ہے اس لائن میں، تو جا جنت میں جا، میری طرف نہ آ، تیرا راستہ وہ ہے۔اس کو دریائے توحید بولتے ہیں۔منافع بیشمار است،ولیکن سلامتی در کنار است۔ اس لائن میں منافع نے شمار ہے مگر سلامتی کنارے میں ہے ورنہ جان جائے گی۔تب ہی کسی شاعر نے کہا:

سوچ کے یار بناویں او بندے آ یار بنا کے فیر نہ سوچیں سولی تے چڑھ جاویں۔

اس لائن میں سوچ سمجھ کر آ گر آ گیا پھر واپسی کا راستہ تیرے لئے محال ہے۔ اگر تو مڑ کے گیا تو یقین کر تو برباد ہو جائے گا۔ اگر جس طرح قلب چل پڑے، پھر اگر وہ رُک کر واپس لوٹے تو پھر دیکھنا اس کا کیا حال ہوتا ہے۔ پھر اللہ فرماتا ہے میں اس کی ظاہری باطنی روزی تنگ کر دیتا ہوں۔ میں اس کی نمازیں بھی چھڑا دونگا اور اس کا دُنیاوی رزق بھی کم کر دونگا۔ کیونکہ اُس نے اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت کو جھٹلا دیا۔ پھر اب وہ نماز کیوں پڑھتا ہے۔ جب وہ کہتا ہے **اھدنا الصراط المستقیم** تو اللہ کو غصہ آتا ہے کہ میں نے تجھے صراطِ مستقیم دکھایا تھا، تو جھٹلا چکا ہے، پھر کیوں کہتا ہے۔ پھر سزا کے طور پر اُسکی ظاہری بھی تنگ کر دی جاتی ہے، اُس کو کاروبار میں پریشان کر دیا جاتا ہے۔ پھر وہ پریشان ہو کر دوبارہ واپس آتا ہے تو دوبارہ وہ مزہ نہیں ہے کیوں کہ وہ آزمایا جا چکا ہے۔ وہ پہلے جیسا پیار باقی نہیں ہوتا۔ کہتے ہیں چلو آ گیا، لیکن پہلے جیسی بات نہیں رہتی۔

ارشاد فرمایا: عشق کی نہ انتہا ہوتی ہے، نہ اس میں ریسٹ ہوتا ہے۔ جو وقفہ دیا جاتا ہے وہ اگلے مرحلوں کی تیری کا وقت ہوتا ہے، اس کو ضائع نہ کرو۔

ارشاد فرمایا: ایک شخص نے دیکھا شیطان درخت کے نیچے آرام کر رہا ہے۔ پوچھا کیا وجہ؟ بولا میرا کام علماء کر رہے ہیں۔ فرمایا: علماء جنت اور دوزخ کے بارے میں بتاتے ہیں۔ اب انہیں اس بات کا احساس نہیں تو اثر کیا ہوگا؟ بزرگانِ دین صرف اللہ اللہ کراتے ہیں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ آج کے دور میں سنتے ہیں کوئی انڈیا میں ہندو سے مسلمان ہو رہا ہے، کوئی مسلمان سے ہندو ہو رہا ہے، کوئی عیسائی۔ کوئی عیسائی سے مسلمان۔ اس کا مطلب ہے کہ اپنے مذہب سے مطمئن نہیں تب ایسا ہو رہا ہے ناں۔ زبور وہ نہیں رہی، تورات بدل گئی، قرآن کے ہر فرقے نے اپنے اپنے تراجم کر لئے۔ اعلیٰ حضرت کا ترجمہ سعودیہ لے جانے پر پابندی ہے۔ اسلام آباد میں اسلامک ریسرچ سنٹر میں دیوبندی اور اہل حدیث کے تراجم کے قرآن ہیں۔ اب تم ہدائت کی کیا بات کرتے ہو۔ اس وقت ضروری ہے جو مذاہب بتانے والا ہے (اللہ) اُس سے رابطہ ہو جائے۔ پھر جو مذہب صحیح ہوگا وہ اُس کی طرف بھیج دیگا۔ تمام مذاہب کو چھوڑو، بس جس میں نور ہے اُس کو پکڑ لو۔ مذاہب ضروری نہیں، اللہ ضروری ہے۔ خدا تک وہی پہنچتے ہیں جن کے اندر نور ہے۔ وہ فرقوں میں نہیں بٹتا ہے۔ جس کے دِل میں دُنیا ہے وہ اگر خانہ کعبہ گیا تو وہ دُنیا دار اور جس کے دِل میں نور ہو وہ اگر سینما بھی گیا تو اللہ والا۔ جب دِل میں نور ہے تو اُمتی ہے پھر دوزخ کا کیا ڈر۔ جب نبی کا بیٹا نبی نہیں، ولی کا بیٹا ولی نہیں تو پھر اُمتی کا بیٹا کیسے اُمتی ہو سکتا ہے۔ اپنے اپنے اعمال ہیں۔ ہمارے علماء اس بات کا

برامانتے ہیں۔علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں: ہے مریدوں کو گوارالیکن شیخ وملاں کو بُری لگتی ہے درویش کی بات

کوئی جھوٹ بولتا ہے تم فوراً پہچانتے ہو یہ جھوٹ بول رہا ہے کیونکہ تم خود جھوٹے ہو۔اسی طرح نوروالا۔ دُنیادار نماز پڑھتا ہے تو دِل میں دُنیا ہے۔گویا وہ شرک کررہا ہے۔ دُنیا کو رب بنالیا۔ جب پہلے رب کو چھوڑا تو اللہ ملا۔فرمایا علم کا مرکز دماغ، عبادت کا مرکز دِل ہے۔اگر دماغ درست نہ ہو تو علم کا اعتبار نہیں اور دِل درست نہ ہو تو عبادت کا اعتبار نہیں۔حدیث مبارکہ ہے تمہارے جس میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے وہ سنور گیا تو پورا بدن سنور گیا۔

ہندوؤں کے بارے میں بات کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ہر ولی نے اگر کافرون کو مسلمان بنایا تو اللہ کی طرف بلایا۔اندر کی مخلوقیں (جُسے) ان کے اندر بھی ہیں مگر صرف نفس کی مخلوق کا پتہ ہے۔اگر ان کو براہِ راست **محمد الرسول اللہ** کہیں تو کبھی نہ کہیں۔ اس وقت جو بتوں کا حال ہے وہی ہمارے (ظاہری) پیروں کا حال ہے۔وہ بھی اندر سے خالی یہ بھی خالی۔خواہ ہندو ہو یا مسلم جو اللہ کو عزیز ہے اس کے اندر اللہ اللہ شروع ہو جائیگی۔بغیر اللہ والے مسلمان سے اندر اللہ اللہ کرنے والا ہندو بہتر ہے۔ مستقبل میں وہ مسلمان ہے۔اللہ کی نظر مستقبل پر ہے جس مسلمان کا ظاہر میں داڑھی اعمال صالحہ سب ہوں لیکن اندر سے اللہ اللہ شروع نہ ہو تو جان لو کہ وہ مستقبل میں مسلمان نہیں رہے گا۔منافقوں یا گستاخوں میں چلا جائے گا۔ہندو مذہب کی بھی یہی تعلیم ہے کہ ہمارے اندر کتا ہے اس کو سدھارو۔ اس وقت اسلام کو جو نقصان پہنچایا وہ ہندوؤں نے نہیں علمائے سُو نے پہنچایا ہے۔واقعہ ہے کہ بغیر اندر اندر کی اللہ اللہ کے عالم پارسی ہوگیا۔اگر ناپاک اور کافروں کو پاک کیا تو علماء نے نہیں ولیوں نے کیا ہے۔موسیٰؑ اور خضرؑ کا واقعہ ہے۔ولی کی نظر مستقبل پر ہوتی ہے وہ مولوی کا حال دیکھتا ہے۔ہمارے علماء سے تو یہ لوگ بہتر ہیں۔وہ (علماء) تو اللہ کی راہ میں رکاوٹ ڈالتے ہیں۔بلھے شاہؒ کو مولویوں نے بہت تنگ کیا تو بیزار ہو کر فرمایا مولوی سے مُرغا بہتر ہے۔ایک مولوی اور ایک عورت، ان کے پاس ایکٹنگ ہے، لوگ فوراً ان کی بات مان لیتے ہیں۔اللہ کے بندے ہر جگہ پر ہیں۔کئی پا چکے ہیں کئی طالب ہیں۔مذہب بہت سے ہیں اللہ ایک ہے۔مذہب بکھر گئے ہیں۔ہر مذہب خود کو صحیح کہتا ہے۔جو مسلمان خود کو صحیح کہہ رہے ہیں وہ بھی بکھر کر 72 فرقوں میں تقسیم ہو گئے ہیں۔افریقہ کی مثال، وہاں کے کچھ لوگ پہلے قادیانی پھر اہلحدیث پھر سُنی .....پھر سب کافر ہو گئے (ہر فرقے کے مولوی نے اتنا اُلجھایا کہ اپنے پرانے مذہب پر لوٹ گئے)۔

عرض کی گئی: کیا آپ نے امام مہدی کو دیکھا ہے؟

ارشاد فرمایا: کیا بتائیں؟ جب آئے گا تو دیکھ لیں گے۔کیا پتہ یہ خود کو سمجھتے ہیں۔اس وقت ہر عابد زاہد خود کو سمجھتا

ہے۔فخرالدین بھی آجکل خود کو سمجھتا ہے۔جشنِ شاہی پر ہندوؤں کی آمد پر اس نے کہا۔وہ پہلے میرے پاس آئے تھے پھر نیچے چلے گئے (فخرالدین اُس وقت پہاڑی پر تھا)۔شیطان تکبر ڈال دیتا ہے۔شیطان احساس کمتری اوراحساسِ برتری ڈال دیتا ہے اسی وجہ سے علماء تباہ ہوتے ہیں۔دجال کے ساتھ 50 ہزار علماء ہونگے اور امام مہدی پر فتویٰ لگائیں گے۔دجال میں بھی تکبر اور حرص ہوگا۔اور علم بھی زیادہ ہوگا۔دِل کو دِل سے راہ ہے۔یہ علماء اُن کے ساتھ لگ جائیں گے۔امام مہدیؑ میں نور....نور والے ساتھ۔اسی لئے تمہارے اندر نور پیدا کیا جارہا ہے تاکہ پہچان کر ساتھ لگ جاؤ۔

ارشادفرمایا: 1957ء میں حضرت امام مہدیؑ کی روح جبروت سے کہیں جاچکی ہے۔یا تولاہوت یا کہیں اور جہاں میں چلی گئی ہے۔امام حسینؑ گردن سے پاؤں تک ہم شکل مصطفےٰ ﷺ......امام حسنؑ گردن سے اوپر ہم شکل اور امام مہدیؑ سراپا ہم شکل مصطفےٰ ﷺ ہیں۔آپؑ (امام مہدی علیہ السلام) کے ظہور پر تمام کنجیاں آپؑ کے پاس ہونگی۔غوث پاک بھی تمام کنجیاں پیش کردیں گے۔مہدی کا مطلب ہے ہدائت دینے ولا، ان کا نام کوئی بھی ہوسکتا ہے۔مہدی، آقا ﷺ نے ہدایت دینے کے لئے استعمال کیا۔حضرت ادریسؑ، حضرت الیاسؑ، حضرت خضرؑ اور حضرت عیسیٰؑ امام مہدی سے آملیں گے۔امام مہدی علیہ السلام عام لوگوں میں سے آئیں گے۔اب اگر وہ فلسطین میں ہوں تو پاکستان والوں کو کیسے نظر آئیں گے۔اسی طرح اگر پاکستان میں ہوں تو باقی دُنیا کو کیسے پتہ چلے۔ان کا چہرہ چاند میں پوری دُنیا میں........اب کوئی مانے نہ مانے چاہے اللہ زمین پر آجائے، کوئی نہیں مانے گا۔سائنس تحقیق کرے گی پھر کوئی حق، کوئی جادوگر کہے گا۔انہیں میں دجال آئے گا اور وہ گروہ دجال کو مہدی مانیں گے اور گمراہ ہوجائیں گے۔

ارشادفرمایا: ہمارا سلسلہ عام سلسلہ نہیں، بہت زبردست سلسلہ ہے۔اس سلسلہ میں نہ اسمِ ذات کا فیض ہے نہ کسی اور چیز کا بلکہ اللہ کی تجلیات کا فیض ہے۔نہ پہلے کبھی یہ سلسلہ آیا نہ بعد میں آئے گا۔سائنس کبھی بھی روحانیت کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔سائنس کی نظر ابھی مریخ پر پہنچی ہے جبکہ روحانیت کی نظر لوحِ محفوظ پر ہے۔بجلی کی رفتار کے مقابلہ میں نور کی رفتار 6 کروڑ میل فی سیکنڈ ہے۔جس کے آگے بجلی کی رفتار کی کوئی حیثیت نہیں۔جو شخص سائنس میں کمالات دکھاتا ہے وہ ایک دِن دُنیا کا ناخدا بن جاتا ہے۔جو روحانیت سے وابستہ ہوجاتا ہے وہ ایک دِن باخدا بن جاتا ہے اور اُس کی رسائی اللہ کی ذات تک ہوجاتی ہے۔ ایک اللہ کا قانون ہوتا ہے اور ایک قدرت ہوتی ہے۔عام طور پر دُنیا کا قانون کے تحت نظام چلتا ہے۔لیکن بعض اوقات قدرت کا ظہور بھی ہوتا ہے۔حضرت عیسیٰؑ کا بغیر باپ کے پیدا ہونا اللہ کی قدرت ہے۔غوث پاک کا 12 سالہ بیڑے کو ترانا، مُردے

زندہ کرنا، قلندر پاکؒ کا انگلی کے اشارے سے قلعے کو پلٹ دینا اور موجودہ دور میں چاند اور ہجرِ اسود پر انسانی شبیہہ کا ظاہر ہونا قدرتِ الٰہی کا کرشمہ ہے۔ جو چیز تمہیں اپنی طرف کھینچتی ہے اور گمراہ بھی نہیں ہونے دیتی پھر تم اُسے حاصل کیوں نہیں کرتے۔

عرض کی گئی: حدیث شریف میں آتا ہے کہ جس گھر میں کتا ہو اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہی آتے۔ اس بار میں ارشاد فرمائیں؟

ارشاد فرمایا: فرشتے انسان کے اندر کے گھر مین آتے ہیں یعنی سینے میں اور وہ کتا جس کا حدیث میں ذکر ہے وہ یہ کتا نہیں، وہ کتا نفس امارہ والا ہے۔

عرض کی گئی: کیا تصویر (فوٹو) کھچوانا جائز ہے؟

ارشاد فرمایا: جس زمانے میں یہ حدیث بیان کی گئی تھی اُس زمانے میں تصویر (فوٹو) نہیں ہوتی تھی بلکہ اُس زمانے میں بتوں کو پوجا جاتا تھا۔ حدیث میں بُت بنا کر پوجنے کو منع کیا گیا ہے۔ یعنی کہ بت کو پوجنے کو منع کیا گیا ہے۔

ارشاد فرمایا: جب سینہ پاک ہو جاتا ہے تو اس میں علم لدنی بھر دیا جاتا ہے۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں چلیں اس دوران اُن پر موت آئے تو شہید ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور فرشتے آپس میں جو گفتگو کرتے ہیں وہ سُریانی زبان میں کرتے ہیں۔ ایسی زبانیں بھی ہیں جو اب تمہاری دُنیا میں نہیں ہیں۔ جسموں کو وہ زبانیں سکھائی جاتی ہیں۔

عرض کی گئی: کیا باطن میں دِن رات ہوتے ہیں؟

ارشاد فرمایا: باطن میں رات نہیں ہوتی۔ صرف دِن ہی رہتا ہے۔

عرض کی گئی: کیا لیلۃ القدر کی رات پوری دُنیا میں ایک ہی گھڑی ہوتی ہے یا مختلف اوقات میں ہوتی ہے؟

ارشاد فرمایا: ہر جگہ میں ایک ہی وقت پر لیلۃ القدر نہیں ہوتی۔ ہاں، رات ایک ہی ہوتی ہے۔ پہلے لیلۃ القدر میں صرف فرشتے زمین پر آیا کرتے تھے لیکن اب حضور پاک ﷺ کی روح مبارک کے ساتھ فرشتے آتے ہیں اور جو کوئی عبادت کر رہا ہو تو اُسے دعائیں دے جاتے ہیں۔ ہم ڈیرہ غازی خان میں تھے وہاں ڈھائی بجے تک مسجدوں سے عبادت کرنے کی آوازیں آتی رہیں۔ لیکن پھر سب سو گئے۔ ہم نے دیکھا کہ رات 3 بجے وہ گھڑی لیلۃ القدر آئی۔

عرض کی گئی: جب لطائف پاک ہو جاتے ہیں اور نفس پاک ہو جاتا ہے تو اس وقت ولی اپنے مقام سے کیوں گرتا ہے۔ جبکہ شیطان نے حضور غوث پاک سے کہا تھا میں اب تک 70 ولیوں کو گمراہ کر کے انکے مقام سے گرا چکا ہوں؟

ارشادفرمایا: 70 ابدال جو اپنے مقام سے گرے تھے وہ ناسوتی ولایت والے تھے۔ اسم ذات اللہ والا اپنے مقام سے نہیں گرتا۔

عرض کی گئی: آپ ﷺ کا جسم مبارک کس چیز سے بنا؟

ارشادفرمایا: شجرۃ النور، جس کا قرآن میں بھی ذکر ہے۔ اسی درخت کے بیج سے آپ ﷺ کا جسم مبارک بنا آپ کے جسم مبارک میں نفس مطمئنہ ڈالا گیا۔ تبھی آپ ﷺ نے شادیاں کیں۔ حضرت عیسیٰؑ کا جسم بھی نور سے بنا تھا۔

ارشادفرمایا: اگر کوئی ولی ضد کرے تو اللہ اس کی بات مان کر ایک دو ازلی تقدیریں بدل دیتا ہے۔ ورنہ کوئی ولی ازلی تقدیر پر اختیار نہیں رکھتا۔ نبی کا ظرف بڑا ہوتا ہے اسلئے وہ ضد نہیں کرتے۔ ولی کا ظرف چھوٹا ہوتا ہے اسلئے وہ ضد کرنے لگ جاتا ہے۔

عرض کی گئی: قرآن پاک میں آتا ہے کہ اللہ کی اطاعت کرو، اس کے رسول کی اطاعت کرو اور وقت کے حاکم کی اطاعت کرو۔ وہ حاکم کون ہے؟

ارشادفرمایا: وہ حاکم جس کی اطاعت کرنا واجب ہے وہ اپنا شیخ ہے۔ اس کی اطاعت کرو۔

عرض کی گئی: وہ کونسا ذکر ہے جس کو فرشتے بھی نہیں جانتے؟

ارشادفرمایا: جو ذکر جس کو فرشتے نہیں جانتے جُسوں کا ذکر ہے۔

عرض کی گئی: سرکار جب ہم ملتان میں تھے تو ہمارے لطائف اور قلب ذکر کرتا تھا لیکن یہاں آ کر کچھ محسوس نہیں ہو رہا؟

ارشادفرمایا: یہاں آ کر ذاکروں کے لطائف ساکن ہو جاتے ہیں۔ جیسے انسان بے ہوش ہو جاتا ہے۔ اور جن کے لطائف بے ہوش ہو جاتے ہیں ان لطائف میں زیادہ مستی ہوتی ہے۔ اور کچھ ذاکر جب ہمارے پاس آتے ہیں تو ان کے لطائف تیز ہو جاتے ہیں۔ وہ ذاکر بہتر ہیں جن کے لطائف بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ وہ جب ہم سے دور چلے جاتے ہیں تو ان کے لطائف چل پڑتے ہیں۔

عرض کی گئی: کیا ذاکر پر جادو چل سکتا ہے؟

ارشادفرمایا: ہاں، کیونکہ شیطان انسان کے دماغ کو پکڑ لیتا ہے۔ تو پھر جو کچھ دیکھتا ہے عقل اس کو تسلیم کرتی ہے۔

عرض کی گئی: حج سے صحیح معنوں میں کون لوگ فائدہ اُٹھا سکتے ہیں؟

ارشادفرمایا: جن کے نفس پاک ہوجاتے ہیں۔

ارشادفرمایا: اللہ تعالیٰ کا ولی سے پہلا یہ وعدہ ہوتا ہے کہ میں جو کچھ کروں گا تو اس پر راضی ہوگا۔ ولی کہتا ہے کہ ٹھیک ہے۔ تو خدا اُس کا بچہ مار دیتا ہے، اس کو تکلیفوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اس کے بعد ولی کہتا ہے کہ اب میں جو کروں گا تو اس پر راضی ہوگا۔ خدا کہتا ہے ہاں۔ پھر وہ ولی چاہے ننگا پھرے جو چاہے کرے۔

عرض کی گئی: کیا نیا بندہ ذکر لطائف کی محفل میں بیٹھ سکتا ہے یا اس کیلئے کوئی عرصہ مقرر ہے؟

ارشادفرمایا: لطائف کی محفل میں بیٹھ کر ذاکر کے جن لطائف میں طاقت ہوتی ہے وہ ذکر سے گونج پڑتا ہے۔ اس طرح ہم کو پتہ چل جاتا ہے اس کے اس لطیفے میں جان ہے۔ پھر ہم اس کو اسی لطیفے سے لے کر چلتے ہیں۔ اگر پہلے سے کسی کو اس کا حصہ دے دی جائے تو اُس کے بھاگنے کے امکان زیادہ ہوتے ہیں اگر کسی کا حصہ وقت مقررہ پر دیا جائے تو اس کے گمراہ ہونے کے کم امکانات ہوتے ہیں۔

عرض کی گئی: کیا جسوں کی طرح جسم سے لطائف بھی نکلتے ہیں؟

ارشادفرمایا: جُسے جسم سے نکلتے ہیں، لطائف اپنی جگہ پر قید رہتے ہیں۔ جس طرح پانی میں مچھلی رہتی ہے۔ اگر کوئی لطیفہ جس سے نکل بھی آئے تو اس پر نیند طاری ہوجاتی ہے۔

ارشادفرمایا: حضور پاک ﷺ باطن میں بھی تعلیم دے سکتے ہیں۔ اس میں خطرہ زیادہ ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کسی خاص بندے کو چن لیتا ہے۔ اس کو آزمائش سے پاس کر کے لوگوں کو اس کے ذریعے ہدایت دیتا ہے۔ اس سے پہلے جب آزمائش ہوتی تھی دس میں سے پانچ پاس ہوتے تھے باقی فیل۔ لیکن ولی کے ذریعے سے دس کے دس ہی پاس ہوجاتے ہیں۔

عرض کی گئی: کیا حضرت علیؓ کے والد حضرت ابوطالب اسلام لے آئے تھے؟

ارشادفرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؓ کے والد کی روح کو زمین پر دوبارہ بھیجا تھا تب اُس نے کلمہ شریف پڑھا تھا۔ یعنی وہ باطنی طور پر اسلام لے آئے تھے۔

عرض کی گئی: کیا کوہِ قاف خیالی باتیں ہیں یا حقیقت بھی ہے؟

ارشادفرمایا: کوہِ قاف خیالی باتیں نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ اور ان کی رہائش کوہمالیہ کے پہاڑ کے پیچھے ہے۔

عرض کی گئی: اگر جُسوں کی شناخت کرنا ہو تو اس کی پہچان کیا ہے؟

ارشاد فرمایا: جُسوں کے اندر ہڈی نہیں ہوتی۔

عرض کی گئی: سرکار لطائف کی کیسے تعلیم دی جاتی ہے؟

ارشاد فرمایا: لطائف کو ایک ہی نظر میں تعلیم دی جاتی ہے۔

عرض کی گئی: آدھی رات سے پہلے شیطانی محفلیں لگتی ہیں۔ آدھی رات کے بعد شیطانی خواب کیوں آتے ہیں؟

ارشاد فرمایا: یہ جو گھر میں شیطان ہوتے ہیں ان کی وجہ سے شیطانی خواب آتے ہیں اور تمہارے گھروں میں نوے فیصد سے زیادہ گھر ایسے ہیں جن میں یہ شیطان گھسے ہوئے ہیں۔

عرض کی گئی: ان کو گھروں سے کیسے نکالا جائے؟

ارشاد فرمایا: گھروں میں کثرت سے ذکر کیا جائے یا تمام گھر والے ذکر میں لگ جائیں۔

عرض کی گئی: جب نفس سے کلمہ پڑھنے کی آوازیں آئیں تو نفس پاک ہو جاتا ہے؟

ارشاد فرمایا: نہیں۔ انجمن میں 25 کے قریب لڑکوں نے مجھے کہا ہے کہ ہمارے نفسوں سے کلمہ پڑھنے کی آوازیں آتی ہیں۔ تمھارے اندر آدھے سے زیادہ شیطانی چیزیں گھسی ہوئی ہیں۔ ذاکر قلبی کی چھوٹی موٹی غلطیاں معاف ہوتی رہتی ہیں کیونکہ نفس موجود ہے۔ لیکن نفس مطمئنہ والے سے اگر چھوٹی سی غلطی بھی ہو جائے تو پکڑ میں آ جاتا ہے۔ جن میں یہ شیطانی چیزیں بچپن سے سرائیت کر جاتی ہیں ان کے نکلنے میں عرصہ لگتا ہے۔ اور جن کے اندر نئی داخل ہوتی ہیں وہ جلدی نکل جاتی ہیں۔ فرمایا: شیطان جب آسمان پر جاتا ہے تو اُس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ دیکھ کر آئے کہ کس نے ولی بننا ہے۔ شیطان جب آسمان پر جاتا ہے تو فرشتے اس کو مار بھگاتے ہیں۔ کبھی وہ تقدیر لکھی دیکھ آتا ہے اور کبھی بھاگ جاتا ہے۔

عرض کی گئی: سرکار! جو اس لائن میں آتے ہیں تو ڈرتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ؟

ارشاد فرمایا: جو اس لائن میں آتا ہے اس نے تو ڈرنا ہی ہے۔ اس کو اس کا نفس شیطان سے ڈراتا ہے۔ کیونکہ اس کو پتہ ہے کہ اس نے اب ذکر شروع کر دیا ہے اب میں نے مرنا ہے۔ اس لئے انسان کو ڈراتا ہے۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان دیکھتا ہے کہ اس نے ولی بننا ہے تو پھر وہ اپنے شیطان اس کے اندر ڈال دیتا ہے۔ تاکہ وہ اس کو برائی کی طرف مائل کرتے رہیں۔

فرمایا: کنجوس کا ظرف کم ہوتا ہے۔ ڈاکو اگر ہماری لائن میں لگ جائیں تو بڑی جلدی ترقی کرتے ہیں۔ جب مُرشد کی توجہ کسی

ذاکر کی طرف جاتی ہے تو مُرشد کا نور اس ذاکر کی طرف چلا جاتا ہے۔ اسی طرح نور ذاکروں میں گھومتا رہتا ہے۔ فرمایا: جس ذاکر کے نو(9) جُسے نکل جائیں اس کے ساتھ ایک کانٹا (ترازو نما جو ترقی اور تنزل ظاہر کرتا ہے) لگا دیا جاتا ہے۔ جو ذاکر یہاں نہیں آسکتے ان پر نظر ہی کام کرتی ہے۔ فرمایا: جب ذاکر سوا لاکھ تک چلا جاتا ہے تو ایک کانٹا لگا دیا جاتا ہے۔ ذاکروں کو آخرت میں عذاب نہیں دیا جائیگا بلکہ انکو دُنیا میں ہی دُکھ درد پریشانی میں مبتلا کر کے دیا جائے گا۔ جب ایک دِل کا نور دوسرے دِل کے نور سے ملتا ہے تو ذاکروں کو آپس میں محبت ہو جاتی ہے۔ تم نے دیکھا ہوگا کہ بعض ذاکروں کو ہم سے محبت ہوتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ذکر میں آتے رہتے ہیں۔ اور حلقہ ذکر میں نہ آنے سے ان سے آپ کو بھی محبت نہیں ہوتی۔ جب ذاکر اکیلا ذکر کرتا ہے تو اس کو ایک ماشہ روحانیت حاصل ہوتی ہے لیکن حلقہ ذکر میں بیٹھنے سے سوا سیر نور میسر آتا ہے۔ اس سے بھی روحانیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ ایک کا نور دوسرے میں داخل ہوتا ہے۔ جب تک ذکر کی تعداد پوری نہیں ہوتی اُس وقت تک باطنی چیزیں ذاکر کو سونے نہیں دیتیں۔ جن کو یاھُو کا ذکر مل چکا ہے ان کے ہاتھوں پر لفظ اللہ بھی نقش ہو چکا ہے۔ اسمِ ذات جو قلب پر نقش ہو چکا ہے وہ فرشتوں کے لئے ہے اور جو ماتھے پر نقش ہوتا ہے وہ اللہ کے لئے ہے۔

ارشاد فرمایا: غوث پاکؒ کو یہ طاقت حاصل تھی کہ وہ اپنے مریدوں کے گناہوں کو خوابوں میں تبدیل کر دیتے تھے۔ لیکن عام ولی کچھ گناہ خواب میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ اور کچھ جسم پر کرواتے ہیں۔ کچھ ذاکروں سے گناہ جان بوجھ کر کروائے جاتے ہیں تا کہ ان میں تکبر پیدا نہ ہو۔ کیونکہ جس میں یہ بات آجائے کہ میں بہت کچھ ہو گیا ہوں تو شیطان اس کا بہت کچھ ضائع کر دیتا ہے۔ جو ذاکر ناپاک ہو جاتے ہیں یہ وہ شیطانی چیزوں کی وجہ سے ہوتا ہے جو ذاکروں کے اندر گھسی ہوئی ہے۔

ارشاد فرمایا: دوسرے سلسلوں میں تعظیم بہت زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن ہمارے سلسلے میں محبت زیادہ ہوتی ہے۔

ارشاد فرمایا: زبان کو جو مخلوق چلاتی ہے اس کا نام لطیفہ اخفیٰ ہے۔ اس کی بناوٹ طوطے کی طرح ہوتی ہے۔ اس لئے طوطا آدمی کی زبان جلدی سیکھ لیتا ہے۔

عرض کی گئی: کیا ایک وقت میں دو کامل ذات ہو سکتے ہیں؟

ارشاد فرمایا: غوث پاک سے پہلے ولیوں میں ٹکراؤ ہوتا تھا۔ لیکن غوث پاکؓ کے آنے کے بعد اب ٹکراؤ نہیں ہوتا۔

ناصر نے صوفی خادم مالک صاحب کے متعلق عرض کی کہ اتنے روزے، نفس پاک پھر.....؟

ارشاد فرمایا: فطرت نہیں بدلتی

عرض کی گئی: اعوذ باللہ پڑھنے سے شیطان کیوں نہیں بھاگتا؟

ارشاد فرمایا: وہ نور سے بھاگتا ہے۔تمہاری زبانوں میں نور نہیں۔جب روح سے پھونکو گے وہ بھاگ جائے گا۔

ارشاد فرمایا: حضرت امام جعفر صادق نے ایک مرتبہ رب سے لباس مانگا جو فوراً غیب سے نمودار ہو گیا۔لوگ آج یہ یقین رکھتے ہیں کہ امریکہ مدد کر سکتا ہے لیکن اسے ناممکن تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ بھی ظاہری مدد کر سکتا ہے۔حضرت امام جعفر فرماتے ہیں کہ ظاہر مخلوق کیلئے اور باطن اللہ کیلئے رکھ۔حضرت امام جعفر صادق بھی بہت قیمتی لباس پہنتے تھے۔حضور پاک ﷺ بھی اُس دور کی سب سے قیمتی چادر یمن کی دھاری دار چادر اوڑھتے تھے۔پیر مہر علی شاہؒ کو حضور پاکؐ کی اسی چادر کا دیدار ہوا۔معراج پر بھی یہی چادر آپ کے ہمراہ تھی۔حضور پاک کے پاس اعلیٰ ترین نسل کا گھوڑا اسب تازی، سب سے قیمتی گھوڑا تھا۔فرمایا: عملوں کا دارمدار نیتوں پر ہے۔ہر شخص کے لئے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی۔جو اللہ رسول کیلئے سب کچھ چھوڑے گا اللہ رسول ﷺ کے لئے عبادت کرے گا تو وہ اللہ رسول کو پالے گا اور جو کوئی دُنیا کے لئے کرے گا وہ دُنیا کو پالے گا۔سرکار غوث پاکؓ نے فرمایا ہے اپنے دِل کو صرف اللہ کیلئے خالی رکھ۔

ارشاد فرمایا: حدیث قدسی ہے، اے محبوب جو تیرے اور میرے سوا سب کچھ ہے وہ میں نے آپ کے لئے پیدا کیا ہے۔حضور پاک ﷺ نے فرمایا اے اللہ تیرے اور میرے سوا جو سب کچھ ہے وہ میں نے تیرے لئے چھوڑ دیا۔ابو بن ادھمؒ نے کہا اللہ جو تیری اور میری محبت کے درمیان آئے اُسے ختم کر دے۔

سرکار سے کسی آدمی نے کئی سوال کئے۔آپ نے سب کے جوابات عطا کئے۔اس شخص نے آخر میں کہا کہ اگر آپ کوئی سوال کرنا چاہیں تو کریں۔سرکار نے ارشاد فرمایا ہم جواب دیتے ہیں سوال نہیں کرتے۔

ارشاد فرمایا: تریاقِ قلب، قلب کے زہر کا علاج ہے۔یہ پڑھنے سے قلب کے زہر کا علاج ہوتا ہے۔

ارشاد فرمایا: علم ظاہر سے کبر وریا پیدا ہوتا ہے اور علم باطن سے نور پیدا ہوتا ہے۔جو شخص عبادت پر فخر کرے گا وہ گناہگار ہے اور جو معصیت پر ندامت کرے وہ فرمانبردار ہے۔

ارشاد فرمایا:

ذکر الٰہی کی تعریف یہ ہے کہ جس میں مشغولیت کے بعد دُنیا کی ہر شئے بھول جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر شئے کا نعم البدل ہے۔

مومن کی تعریف یہ ہے کہ نفس سرکش کا مقابلہ کرتا ہے اور

عارف کی تعریف یہ ہے کہ اپنے مولا کی اطاعت میں ہمہ تن مشغول ہوتا ہے۔

صاحبِ کرامت ہے جو اپنی ذات کیلئے نفس کی سرکشی سے آمادۂ جنگ رہے کیونکہ نفس سے جنگ کرنا اللہ تعالیٰ کی رسائی کا موجب ہے۔ اوصاف مقبولیت میں سے ایک وصف الہام بھی ہے۔ جو لوگ دلائل سے الہام کو بے بنیاد قرار دیتے ہیں وہ بدترین بے دین ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندے میں اس سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے جتنا کہ رات کی تاریکی میں سیاہ پتھر پر رینگتی چیونٹی۔

ارشاد فرمایا: محبت وہ ہوتی ہے جو بہرا اور گونگا کردے۔ فقیر کا جسم بمنزلہ مکان کے ہوتا ہے جس میں کبھی اللہ آتا ہے کبھی رسول ﷺ جلوہ گر ہوتے ہیں کبھی کوئی، کبھی کوئی۔

ارشاد فرمایا: ہم تک پہنچنے کے تین حجاب ہیں:

1۔ پہلا ہمارے ذاکرین (کہ ان کے اعمال سے لوگ بدظن ہونگے)،

2۔ دوسرا ہماری اولاد،

3۔ تیسرا ہماری ظاہری دولت وگاڑیاں وغیرہ۔

ارشاد فرمایا: ذاکر صاحب حضور ہوتا ہے۔ اور اگر وہ باحضور نہیں ہے تو پھر وہ ذاکر نہیں ہے۔

ؔ مرنا کیا ہے کہ تیرا بے حضور رہنا۔

ارشاد فرمایا: مولوی اگر ہماری محفل میں آئیں اور انہیں ہماری بات سمجھ نہ آئے اور وہ خاموش رہیں تو پھر بھی ہم اُن کے ضامن بنتے ہیں۔

عرض کی گئی: جو باہر چلا جائے اُس کو ذکر کا اذن دینے کی اجازت ہے؟

ارشاد فرمایا: ہاں، اس کو ذکر دینے کی، ذکر کروانے کی اجازت ہے۔ وہاں جا کر مشن کا کام کرے۔

❁ ❁ اختتام ❁ ❁

انجمن سرفروشانِ اسلام، انٹرنیشنل